عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

# ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۳ | ۲۲ تا ۲۹ ؍ جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ ؍ اپریل ۲۰۱۴ء | شمارہ: ۱۶


## کرسی پر نماز کے مسائل

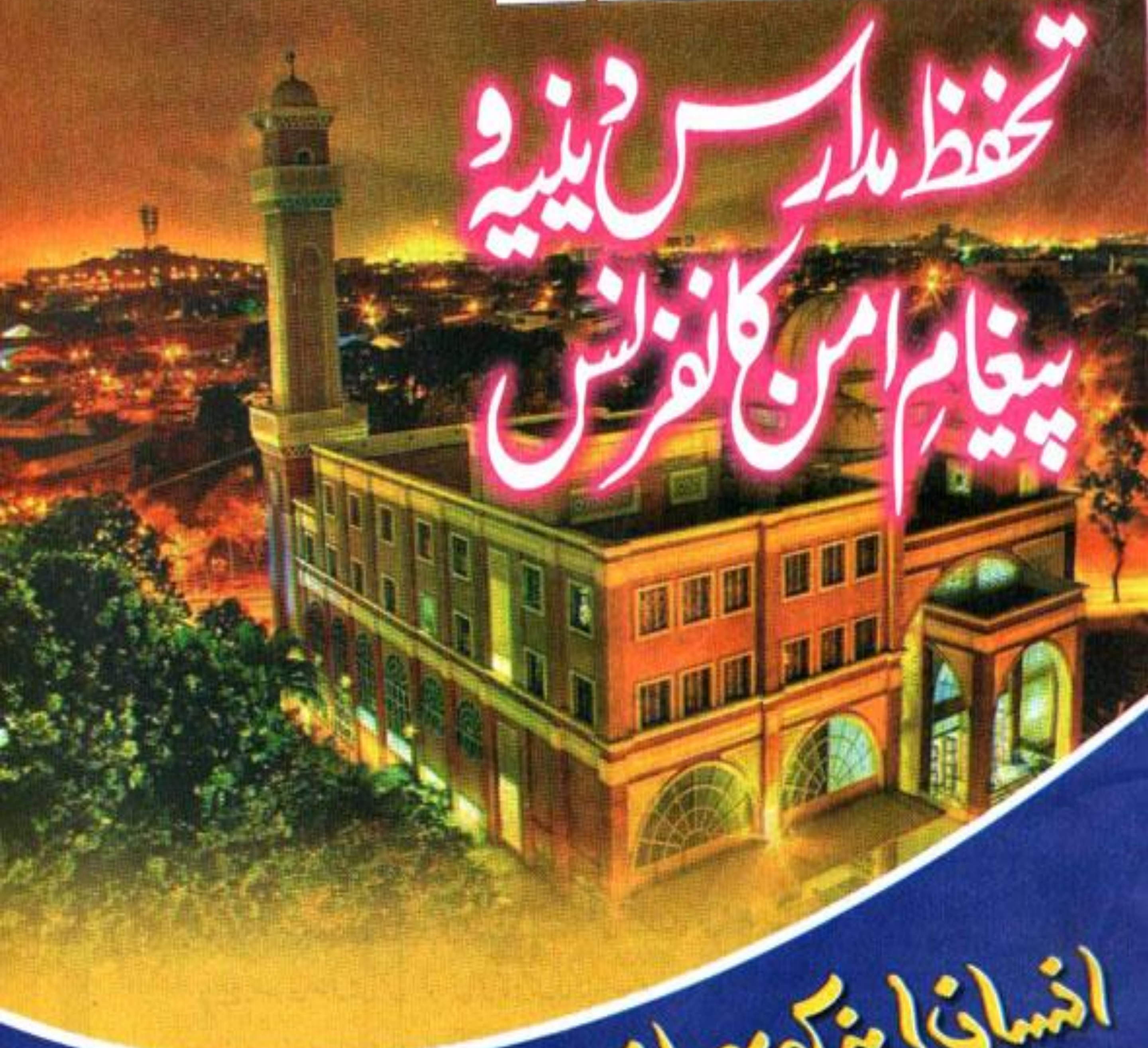

## تحفظ مدارسِ دینیہ و پیغامِ امن کانفرنس

## انسان اپنے کو پہچان


Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

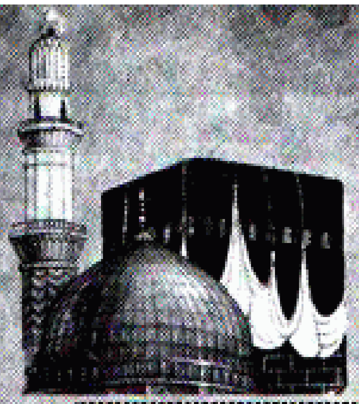

# آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفی

## غیر مسلم کے ساتھ انسانی ہمدردی کرنا

س:......سوال یہ ہے کہ ہم لوگ مچھلی کے شکار کے شوقین ہیں اور ہم جس مچھیرے کی کشتی میں شکار کرتے ہیں، وہ ذکری ہے۔ لیکن وہ وفادار اور شریف انسان ہے اور وہ غریب بھی بہت ہے، اس کی آنکھوں کا آپریشن ہونا ہے۔ میرے دادا نے اس کا آپریشن کروانے کا سوچا ہے، لیکن وہ ان پیسوں پر اپنے والدین کو ایصالِ ثواب کی نیت کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ایصالِ ثواب ہوجائے گا یا نہیں یا بغیر ایصالِ ثواب کی نیت کے اس کا علاج کراسکتے ہیں یا نہیں؟ جبکہ ذکری تو مسلمان نہیں ہوتے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

محمد راحیل خان یوسفزئی، کراچی

ج:......صدقہ خیرات ایصالِ ثواب کی نیت سے مسلمان فقراء اور مساکین پر کرنا چاہئے۔ صورتِ مسؤلہ میں محض انسانی ہمدردی اور اسلام کی طرف راغب کرنے کی نیت سے اس پر خرچ کیا جائے تو امید ہے ان شاء اللہ اس پر اجر ملے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

## مرحوم بیٹے کے ترکہ میں والدین کا حصہ

س:...... بعد از سلام مودبانہ گزارش ہے کہ میں نے ۱۹۶۰/۶۱ میں اپنے آبائی گاؤں میں واقع دیہہ رانا ہو، تعلقہ کھپرو ضلع سانگھڑ میں بارانی زمین پانچ ایکڑ حکومت سندھ سے خریدی تھی، جو میں نے اپنے بیٹے خدا بخش کے نام اندراج کرائی تھی، اس وقت میرے بیٹے کی عمر ایک سال تھی، زمین کی تمام رقم میں نے خود جمع کروائی تھی۔ عرصہ دراز گزر جانے کے بعد ۱۹۹۹ء میں میرے بیٹے خدا بخش کا انتقال ہوگیا۔ میرے بیٹے خدا بخش کے انتقال ہو جانے کے ۱۴ سال بعد اب میرے پوتوں کا موقف سامنے آیا ہے کہ مذکورہ ملکیت ہماری ہے اور ہم اس کے وارث ہیں جبکہ میرا بیٹا خدا بخش زندہ تھا تو ایسی کوئی بات سامنے نہ آئی اور نہ ہی میرے بیٹے خدا بخش نے ایسی کوئی خواہش بھی ظاہر نہیں کی تھی۔ اب میرے پوتوں کا یہ موقف ہے کہ مذکورہ جائیداد سے ہم کسی کو بھی حصہ نہیں دیں گے۔ جناب عالی! آپ سے مودبانہ گزارش ہے کہ مہربانی فرماکر بتائیں کہ مذکورہ جائیداد کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں آگاہ کیا جائے تو آپ کی نوازش ہوگی۔

دوسری بات یہ ہے کہ میرے مرحوم بیٹے کی جو جائیداد اس نے خود خریدی ہوئی ہے، اس میں ہم دونوں (والدین) کا شرعی حکم کیا بنتا ہے؟ وضاحت فرمائیں۔ شکریہ۔

عبدالمجید ہنگورجہ، کھپرو ضلع سانگھڑ

ج:......صورتِ مسؤلہ میں سائل کا بیان اگر واقعتاً درست ہے تو ایسی صورت میں مذکورہ زمین سائل کی ملکیت ہوگی اور ان کے بیٹے خدا بخش مرحوم کا اس سے شرعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہٰذا خدا بخش مرحوم کے ورثا کو چاہئے کہ وہ زمین سائل کو واپس کردیں اور اس کے علاوہ بھی مرحوم نے جو ترکہ یا میراث چھوڑی ہے اس میں سے چھٹا حصہ مرحوم کی والدہ کو اور چھٹا حصہ مرحوم کے والد کا ہوگا اور اس کا دینا شرعاً ضروری ہے۔ نہ دینے والے گناہگار اور غاصب وظالم شمار ہوں گے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

# ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۳ — ۲۲ تا ۲۹ ر جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ ر اپریل ۲۰۱۴ء — شمارہ:۱۶



**سرپرست**

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

**مدیر اعلیٰ**

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

**نائب مدیر اعلیٰ**

مولانا محمد اکرم طوفانی

**مدیر**

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

**معاون مدیر**

عبداللطیف طاہر

**قانونی مشیر**

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

**سرکولیشن منیجر**

محمد انور رانا

**تزئین و آرائش**

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان


## اس شمارے میں!


| | | |
|---|---|---|
| تحفظ مدارس دینیہ و پیغام امن کانفرنس | ۴ | محمد اعجاز مصطفیٰ |
| موجودہ سنگین مسائل کا حل....(۲) | ۷ | مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ |
| انسان اپنے کو پہچان | ۱۱ | مولانا سعید الرحمٰن اعظمی |
| رہے نام اللہ کا | ۱۴ | مولانا زین العابدین |
| ایک ہفتہ حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں (۷) | ۱۶ | مولانا اللہ وسایا مدظلہ |
| گرمی پر نماز کے مسائل | ۱۹ | مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی |
| دورۂ خیبر پختونخواہ کی دلچسپ رپورٹ | ۲۱ | مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی |


## بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ


**زر تعاون بیرون ملک**

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

**زر تعاون اندرون ملک**

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔



رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۲۷۸۰۳۴۰ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199



ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

محمد اعجاز مصطفیٰ

اداریہ

# تحفظِ مدارسِ دینیہ وپیغامِ امن کانفرنس!

بسم للّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں برسر اقتدار آنے والی لیگی حکومت ایک بار پھر مدارس، مساجد، معابد اور معابد پر قدغن لگانے، ان کے نظام ونصاب کو خراب کرنے اور ان کی آزادی وخودداری کو سلب کرنے کے لیے قومی سلامتی کے نام سے ایک نئی پالیسی متعارف کرانے اور پارلیمنٹ سے منظوری کے لیے کوشاں ہے۔

ایوب خان کے دورِ حکومت سے آج تک ہر آنے والی نئی حکومت مدارس ومساجد کو اپنے مذموم مقاصد اور ناکام ایجنڈے کا حصہ بناتی آئی ہے، اور یہ اس لیے کیا جاتا ہے کہ ان کے آقاؤں نے ان کے ذہنوں میں بٹھادیا ہے کہ تمہاری طویل المیعاد حکومت، سیکولر نظریات کے پرچار، مغربی کلچر وتہذیب کی ترویج واشاعت اور عریانی وفحاشی کے فروغ اور مادر پدر آزادی کے سامنے مضبوط بند اور رکاوٹ دینی حلقے اور اپنی مدد آپ کے تحت چلنے والے یہ مدارس ومساجد ہیں، اگر ان کو پابند کردیا جائے یا ان کی ناک میں نکیل ڈال دی جائے تو پھر حکومت کے غیر اسلامی اقدامات اور مغربی تہذیب وتمدن کے خلاف کسی کو دم مارنے اور بولنے کی جرأت نہ ہوگی۔ اس لیے ہر حکومت کی جانب سے دینی مدارس کے خلاف بنائی گئی پالیسیوں پر ہمیشہ خوبصورت عنوان لگا کر اور دیدہ زیب ٹائٹل کا لبادہ اوڑھا کر انہیں قوم کے سامنے پیش کیا گیا۔

مدارس کے بارہ میں آمدہ نئی قومی سلامتی پالیسی کی دستاویز تقریباً نوے صفحات پر مشتمل بتائی جاتی ہے، جس کے تین حصے ہیں: پہلا حصہ خفیہ ہے، دوسرا حصہ بہت ہی اہم ہے اور تیسرا حصہ آپریشنل ہے۔ اس تیسرے حصے کا مواد جس میں مدارس اور مساجد کے بارہ میں تین شقیں ہیں، ان کا ترجمہ اور اصل انگریزی متن الفاظ کی جادوگری وہیرا پھیری اور مغالطوں کی ہنرمندی کو دیکھنے اور پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے، لکھا ہے:

''......25: دینی مدارس کی مرکزی قومی دھارے کے تعلیمی فریم ورک میں شمولیت کی بھی خواہش ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ ادارے تکثیری معاشرے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں، اس لیے یہ بات اہم ہے کہ ان اداروں کو قومی تعلیمی نظام میں ضم کیا جائے، ان کی انتظامیہ کی مدد کرکے، ان کے مالیاتی آڈٹ کرکے اور ان کے تعلیمی نصاب کی منظوری کرکے۔ یہ چیز دوسرے پرائیویٹ تعلیم اداروں پر بھی لاگو ہوگی........''

''۲:......26: قومی سلامتی پاکستان کے نفاذ کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ موجودہ لیگل فریم ورک کا ازسرنو جائزہ لیا جائے۔ یہ اصلاحی عمل مجرمانہ انصاف کی ضروریات کا بھی جواب دے گا اور پاکستان کے شہریوں کے بنیادی حقوق کے تحفظ کو بھی یقینی بنائے گا۔ مجرمانہ انصاف کی اصلاحات کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ریاست کی ریگولیٹری صلاحیت کا (جائزہ) لیا جائے اور ان موجودہ قوانین کو روکا جائے، تدارک بھی کیا جائے جن کے تحت مساجد اور مدارس کام کر رہے ہیں......''

''۳:......36: موجودہ اور نئے مدارس اور پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی تعریفات وضع کرنے کے بعد ان مساجد اور مدارس کو قومی اور صوبائی تعلیمی اداروں میں ضم کیا جائے۔''

اس نام نہاد قومی سلامتی پالیسی کا جواب تو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی قیادت ہر فورم اور ہر سطح پر دے رہی ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا بات ایسی ہی

ہے جیسے کہی جارہی ہے؟اس کا جواب ایک غیر مسلم صحافی ''گریگری آر کوپلے'' کے اس مضمون سے ملتا ہے،جس کا اردو ترجمہ روزنامہ جنگ کراچی ۲۸/اپریل ۲۰۰۰ء میں ممتاز عالمی جریدہ ''ڈیفنس اینڈ فارن افیر اسٹیجک پالیسی'' کے حوالہ سے شائع ہوا تھا،اس میں لکھا ہے کہ:

''......مدرسوں سے نمٹنے کا عمل ایسے مضامین پڑھانے پر زور دینے اور ان کے لیے سرمایہ فراہم کرنے کی صورت میں شروع ہوگا جن مضامین کے پڑھنے سے بچوں میں حصولِ روزگار کی اہلیت ولیاقت پیدا ہوگی،دوسرے لفظوں میں مذہبی تعلیم پر قدغن لگانے کی بجائے حکومت اس بات پر زور دے گی کہ مدرسوں کے بنیادی نصاب میں مفید تربیت اور روایتی مضامین کو بھی شامل کرلیا جائے،جبکہ مذہبی تعلیم ان اداروں کے سربراہوں کی صوابدید پر منحصر ہوگی۔اس بارے میں چیف ایگزیکٹو کو تفصیلی تجویز ۱۹/جنوری ۲۰۰۰ء کے ہفتے میں پیش کی گئی تھی اور توقع ہے کہ اس پر جلد عمل درآمد شروع ہوجائے گا۔یوں کہا جاسکتا ہے کہ پاکستان کے تعلیمی نظام کو وسیع کیا جائے گا،تاکہ مدرسوں کو ریاست کے زیر کنٹرول تعلیمی نظام کے تحت لایا جاسکے،اس میں مدرسہ کے طلباء کے لیے غیر مذہبی مضامین میں امتحان کا نظام بھی شامل ہوگا،تاکہ وہ ایک ایسی سند کے ساتھ فارغ التحصیل ہوں جن کی قدر وقیمت بھی ہو۔'' (روزنامہ جنگ کراچی،۲۸/اپریل ۲۰۰۰ء)

بہرحال ''پرانے شکاری نیا جال'' کے مصداق جب یہ نئی ''قومی سلامتی پالیسی'' مدارس کے حوالہ سے زیر بحث لائی گئی تو وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے جہاں یہ طے کیا کہ گزشتہ دس سال میں وفاق کے تحت جن طلباء کرام نے صوبائی اور پاکستان بھر کی سطح پر امتیازی پوزیشن حاصل کی ہے،ان کو انعامات دیئے جائیں،ان کے مدارس کو حسن کارکردگی شیلڈ سے نوازا جائے،وہاں چاروں صوبوں میں صوبائی سطح پر تحفظِ مدارسِ دینیہ اور پیغامِ امن کانفرنس کے عنوان سے کانفرنسز کا انعقاد کرنے کا بھی فیصلہ کیا۔

اس سلسلہ میں پہلی کانفرنس ملتان قلعہ کہنہ قاسم باغ میں ۲۱/مارچ ۲۰۱۴ء بروز جمعرات کو ہوئی جو ہر اعتبار سے اپنی مثال آپ تھی۔دوسری کانفرنس ۲۳/مارچ ۲۰۱۴ء بروز اتوار کو مدارسِ سندھ کی سطح پر جامعہ دارالعلوم کراچی کے احاطہ میں حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی صدارت میں منعقد ہوئی۔تیسری کانفرنس ۲۵/مارچ ۲۰۱۴ء بروز منگل کوئٹہ میں جامعہ امدادیہ سریاب روڈ میں ہوئی۔چوتھی کانفرنس ۲۷/مارچ ۲۰۱۴ء بروز جمعرات کو پشاور میں جامعہ عثمانیہ میں ہوئی اور پانچویں کانفرنس مظفرآباد آزاد کشمیر اور چھٹی کانفرنس ۲۱/اپریل ۲۰۱۴ء کو اسلام آباد میں ہوئی۔

جامعہ دارالعلوم کراچی کی کانفرنس میں قائدِ ملت اسلامیہ حضرت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم امیر جمعیت علماء اسلام،حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر نائب مرکزی صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان ورئیس جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی،حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان ومہتمم جامعہ خیر المدارس ملتان،حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صدر جامعہ دارالعلوم کراچی،حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم کراچی،حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی امیر اہلسنت والجماعت پاکستان،حافظ حسین احمد مرکزی راہنما جمعیت علماء اسلام پاکستان کے بیانات ہوئے۔

ان قائدین،بزرگوں،اور علمائے کرام نے حکومت کو متنبہ کیا ہے کہ مدارس کے خلاف اگر کوئی اقدام کیا گیا تو مدارس کے علماء،طلباء اور مسلمان ان کا بھرپور دفاع کریں گے۔مدارس کے خلاف سازش عالمی ایجنڈے کا حصہ ہے۔آئین کو نہ ماننا جتنا بڑا جرم ہے،اتنا ہی بڑا جرم آئین پر عمل نہ کرنا ہے۔مدارس اپنے نصاب میں آئے روز جدید دور کے تقاضوں کے مطابق اصلاحات اور تبدیلی کرتے رہتے ہیں،حکومت کو چاہیے کہ وہ عصری تعلیمی اداروں پر بھی توجہ دے،پاکستان کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کے اصل محافظ مدارس اور علماء ہی ہیں۔نظریۂ پاکستان کو محفوظ رکھنے میں مدارس کا سب سے بڑا کردار ہے۔مدارس عمارت کا نام نہیں،بلکہ استاد اور شاگرد کے باہمی تعلق کا نام ہے،جس کو مغربی قوتیں اور انگریز ختم نہیں کرسکا اور نہ ہی آئندہ ختم کرسکیں گے۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نے فرمایا کہ:آئے روز حکومتیں مغرب کے اشارے پر مدارس کے حوالے سے نئی نئی پالیسیاں بناتی ہیں۔۱۹۹۴ء سے ۲۰۰۴ء تک مدارس کی رجسٹریشن پر مکمل پابندی تھی۔وفاق ہائے مدارس اور حکومت کے تعاون سے نیا قانون بنا،

جس کے تحت مدارس کی رجسٹریشن کی گئی۔ انہوں نے سوال کیا کہ اب اس مسئلے کو دوبارہ کیوں اٹھایا جارہا ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ کہیں اسلام اور پاکستان دشمن قوتیں موجود ہیں جو پاکستان کو غیر مستحکم کرنا چاہتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حالات اچھے نہیں ہیں۔ دنیا نے طے کیا ہے کہ مدارس کے حوالے سے کچھ کیا جائے، لیکن ہم نے بھی طے کیا ہے کہ ہم مدارس کا ہر محاذ پر تحفظ کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ آج آئین کی بات کی جاتی ہے، جتنے بڑے مجرم آئین کو نہ ماننے والے ہیں، اتنے ہی بڑے مجرم آئین پر عمل نہ کرنے والے بھی ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات ۴۰ سال سے پارلیمنٹ میں پیش نہیں کی جارہیں۔

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب نے فرمایا کہ: مدارس میں وحی کے علوم پڑھائے جاتے ہیں اور یہی علوم ہماری بقا کا ذریعہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر دین نہ ہوتا تو آج پاکستان بھی نہ ہوتا۔

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب نے فرمایا کہ: مدارس کے خلاف ہونے والی سازشوں کے خلاف احتجاج کا سلسلہ جاری رہے گا، اس حوالے سے ملک کے مختلف حصوں میں اس طرح کے بڑے اجتماعات منعقد کیے جاتے رہیں گے۔

مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب نے فرمایا کہ: مدارس نے ہمیشہ اپنے نصاب میں تبدیلی کی ہے اور وقت کے ساتھ تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ ہم نے عصری تعلیم کے خلاف کبھی بات نہیں کی، بلکہ خود بیشتر مدارس میں دین کے ساتھ دنیاوی تعلیم بھی دی جارہی ہے۔ انہوں نے علمائے کرام کو ہدایت کی کہ وہ تعلیمی اصلاحات پر مزید توجہ دیں۔ انہوں نے کہا کہ مدارس سے فارغ ہونے والوں میں نہ صرف علماء، مفسر، ائمہ سامنے آتے ہیں، بلکہ یہاں سے انجینئر اور ڈاکٹرز بھی بنتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مدارس کا ماحول جدید دور کے تقاضوں کے مطابق معیاری اور اعلیٰ ہے۔

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے فرمایا کہ: مدارس کی خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ مدارس کے خلاف اگر کوئی اقدام ہوا تو ہر ممکن اس کا دفاع اور تحفظ کیا جائے گا اور ہم مرتے دم تک اپنی اس جدوجہد کو جاری رکھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ پروپیگنڈوں کے باوجود مدارس قائم ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے۔ وفاق المدارس العربیہ ایک عظیم چھتری ہے، جس کے نتیجے میں مختلف الخیال جماعتیں اور رہنما بیٹھ کر فیصلے کرتے ہیں۔

مولانا احمد لدھیانوی صاحب نے فرمایا کہ: حکومت مدارس کی آزادی کو چھیننے کی کوشش کررہی ہے اور بعض قوتیں مدارس کو ختم کرنا چاہتی ہیں، ہم ان کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ دشمن کی گولیاں اور بم دھماکے گزشتہ دو دہائیوں سے کراچی میں مدارس کی راہ میں رکاوٹ بن سکے اور نہ ہی اب حکومتی اقدام رکاوٹ بنیں گے۔

..........................................

## جامعہ دارالعلوم کراچی میں منعقدہ کانفرنس میں منظور کی گئی قراردادیں

’’۱:...... آج ۲۳؍ مارچ یوم پاکستان ہے، آج سے ۶۷؍ سال قبل ہمارے اکابر نے ایک خواب دیکھا تھا اور جان و مال کی قربانیوں کے بعد پاکستان کے نام سے اسلامی مملکت معرض وجود میں آئی، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قیام کے بعد صف اوّل کے قائدین جلد رخصت ہوگئے اور آزاد وطن کے قیام سے جو توقعات وابستہ تھیں، یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا، حکمرانوں کے نظریاتی ضعف اور اسلامی تعلیمات و قوانین سے انحراف کی نحوست ایسی غالب آئی کہ آج بدامنی، بدعنوانی اور غیر منصفانہ نظام کی وجہ سے ملک تباہی کے دہانے پر پہنچ چکا ہے، جس کی وجہ سے پوری قوم سخت اضطراب اور اذیت میں ہے، ان حالات میں آج کا یہ عظیم الشان اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ اس ملک میں بلاتاخیر اسلامی نظام نافذ کیا جائے اور آئین میں درج قرارداد مقاصد اور دیگر اسلامی دفعات کی روشنی میں قانون سازی کرکے آئین پر عمل کو یقینی بنایا جائے۔

۲:...... دینی مدارس اور مساجد کی تاریخ اور اسلام کی تاریخ ایک ہے، ان مدارس و مساجد کے نظام تعلیم و نصاب کی اساس وحی الٰہی ہے۔ یہ دینی مدارس دارارقم اور صفہ کی مساعی جمیلہ کا تسلسل اور انہی درس گاہوں کی شاخیں ہیں۔ ان مدارس نے ہر دور میں امن و اخوت کی تعلیم دی ہے اور احترامِ انسانیت کے لیے کام کیا ہے، ان مدارس کے خلاف اصلاحات کے نام سے ہر طرح کے منفی اقدامات کو یہ اجتماع مکمل طور پر مسترد کرتا ہے اور واضح کرتا ہے کہ ان دانش گاہوں اور رشد و ہدایت کے مراکز کا ہر قیمت پر تحفظ کیا جائے گا۔ یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ قومی سلامتی پالیسی بل کو پارلیمنٹ میں موجود علماء کرام، دینی جماعتوں کی قیادت اور جید علماء کرام کی مشاورت کے ساتھ مرتب کیا جائے۔

(باقی صفحہ ۲۶ پر)

# موجودہ سنگین مسائل کا حل صبر اور نماز

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ رئیس جامعہ دارالعلوم کراچی کے (۸/فروری تا ۲۲/ مارچ ۲۰۱۳ء کے دورانیہ میں) جامع مسجد میں دیئے گئے چھ خطاباتِ جمعہ کو "ماہنامہ البلاغ" کراچی نے شائع کیا ہے۔ ان خطبات کی اہمیت وافادیت کے پیشِ نظر انہیں ہفت روزہ کے قارئین کے استفادہ کے لئے بھی شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

خطاب: حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ (۲) ضبط وترتیب: محمد رضوان جیلانی

## حقوق کی ادائیگی کی فکر کریں:

آج کل عجیب زمانہ ہے، آپ تنظیموں اور سیاسی لیڈروں کو دیکھیں گے کہ وہ حقوق کی ادائیگی نہیں سکھاتے، بلکہ حقوق مانگنا سکھاتے ہیں، مزدور یونینیں ہوتی ہیں جو اپنے حقوق کے لئے مطالبے کرتی ہیں، لیڈر کہتے ہیں کہ ہڑتال کرو، آپ سیاسی جماعتوں اور تنظیموں کے جتنے لیڈر دیکھیں گے وہ سب حقوق مانگیں گے، لیکن کیا غریبوں، مزدوروں اور تاجروں کو حقوق مانگنے سے مل رہے ہیں؟ نہیں۔

قرآن نے یہ طریقہ سکھایا ہے کہ (إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا) (النساء: ۵۸)

ترجمہ: (مسلمانو!) یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حق داروں تک پہنچاؤ۔ یعنی اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ دوسروں کی جو امانتیں اور حقوق تمہارے پاس ہیں وہ ان کو دیدو، اگر سب لوگوں کے اندر یہ جذبہ پیدا ہو جائے کہ وہ دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی فکر کریں اور یہ جائزہ لیتے رہیں کہ میں نے کسی کا حق تو نہیں مار لیا تو سب کے حقوق مل جائیں گے اور امن وامان قائم ہو جائے گا اور نہ مطالبوں کی ضرورت ہوگی، نہ ریلیوں اور ہڑتالوں کی ضرورت ہوگی، لیکن اگر ہم یہ طے کرلیں کہ دوسروں کے حقوق ادا نہیں کریں گے اور اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے جائیں گے تو خوب سمجھ لیجئے کہ کسی کو اس طریقے سے حق نہیں ملے گا، حق اس وقت ملے گا جب آپ اپنے پیروکاروں کو یہ سکھائیں گے کہ دوسروں کے حقوق ان کو دیں۔ آج یہ مجمع بیٹھا ہے ہر ایک یہ طے کرلے کہ میں کسی کا نہیں حق ماروں گا، کسی کو ناحق تکلیف نہیں پہنچاؤں گا، کسی کو دھوکہ نہیں دوں گا، کسی کی دل آزاری نہیں کروں گا، کسی کی غیبت نہیں کروں گا، کسی پر بہتان نہیں لگاؤں گا اور ہر ایک کو اس کا حق پورا پورا دوں گا تو ہر ایک کو حقوق ملنے لگ جائیں گے۔ ایک آدمی کا اثر کئی کئی آدمیوں تک جاتا ہے، ایک گھر میں کئی کئی افراد ہوتے ہیں اگر یہاں تین ہزار آدمی ہیں تو پندرہ ہزار افراد تک بات پہنچے گی تو امن وامان قائم ہو جائے گا، لیکن یہ مغربی جمہوریت کا طریقہ ہے کہ مطالبے کرو لیکن اسلامی معاشرت، سیاست اور حکومت کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے پیروکاروں کو یہ سمجھایا جاتا ہے کہ دوسروں کے حقوق ادا کرو۔

## اسلام میں انتہاء پسندی نہیں ہے:

اسلام میں حد سے زیادہ کوئی چیز نہیں ہے، انتہا پسندی تو اسلام میں ہے ہی نہیں، آج مسلمانوں پر انتہا پسندی کا الزام لگایا جاتا ہے اور کچھ باتیں مسلمانوں کے اندر انتہا پسندی کی پیدا ہو بھی گئی ہیں ورنہ اسلام نے تو انتہا پسندی سے ہر قدم پر روکا ہے ہر چیز کی ایک حد مقرر ہے کہ اس سے زائد کرنا جائز نہیں، لیکن مسلمانوں میں آج کچھ باتوں میں حدود کی پابندی نہیں رہی، اگر ایک مسلک کا دوسرے مسلک سے اختلاف ہے تو یہاں تک تو بات ٹھیک ہے، لیکن اس کا اصول یہ ہے کہ اپنا مسلک چھوڑو نہیں دوسروں کا مسلک چھیڑو نہیں، یعنی ان کو اس پر عمل کرنے دیا جائے اور اپنے عمل کو درست کیا جائے، ہاں اگر ان کو حق کی تلقین حکمت، خیر خواہی اور نرمی کے ساتھ کی جاسکتی ہے تو ان کو مسئلہ بتا دیا جائے کہ تمہارا یہ طریقہ غلط ہے، مان لیں تو ٹھیک ہے نہ مانیں تو ہماری ذمہ داری ختم ہو جائے گی۔

## اسلام میں عبادات کی بھی ایک حد ہے:

اسلام میں عبادات کی بھی ایک حد ہے اگر کوئی

نماز میں یہ چاہے کہ چار رکعتوں کی بجائے پانچ رکعتیں پڑھے تو یہ حرام اور ناجائز ہے، اور کوئی یہ کہے کہ میں رکوع میں قرآن پاک پڑھوں تو رکوع کے اندر قرآن پڑھنا ممنوع ہے، اور رکوع کی بجائے سجدے ہی سجدے کرلیا کروں یا دو سجدوں کی بجائے تین سجدے کرلیا کروں یا ایک رکوع کی بجائے تین رکوع کرلیا کروں تو بظاہر یہ نیک کام ہیں کہ رکوع بھی نیک کام ہے، سجدہ بھی نیک کام ہے اور تلاوت قرآن بھی نیک کام ہے، لیکن اگر حد سے زیادہ ہوجائے تو وہ بھی غلط ہوجائے گا۔

ایک صحابی حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص نے یہ طے کرلیا تھا کہ وہ سال میں دن بھر روزہ رکھا کریں گے اور رات کو تہجد میں جاگا کریں گے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ نے منع فرمادیا، فرمایا کہ تمہارے اوپر تمہاری جان کا بھی حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی حق ہے، وَلِــزَوْجِکَ عَلَیْکَ حَقًّا اور تمہارے اوپر تمہارے مہمان کا بھی حق ہے۔ سب سے پہلے اپنی جان کا حق ہے کہ انسان کا اس پر اتنی مشقت ڈالنا جو وہ برداشت نہ کرسکے یہ بھی جائز نہیں ہے اس کی وجہ سے انسان بیمار پڑجائے گا، بلکہ پھر ایسا بیمار پڑے گا کہ فرض نمازیں بھی چھوٹ جائیں گی، روزے بھی چھوٹ جائیں گے، بیوی بچوں کے حقوق کی ادائیگی جو فرض ہے وہ بھی چھوٹ جائے گی، اس لئے سب سے پہلے اپنی جان کا حق ہے کہ اس کو اتنی راحت پہنچاؤ کہ اس کو رات کو نیند ملے، تاکہ بدن دن میں کام کرسکے، پھر مہمان کا بھی حق ہے کہ اگر تم دن میں روزے سے رہوگے تو مہمان جس کا تمہارے اوپر حق ہے اور تم سے ملنے کے لئے آیا ہے تمہارے روزہ رکھنے کی وجہ سے طبیعت میں کمزوری ہوگی، کھانے پینے کی طرف التفات نہیں ہوگا ایسے میں مہمان کوئی چیز لیتے ہوئے شرمائے گا، تمہارے پاس کوئی مہمان نہیں آئے گا کہ بھائی وہ روزے سے ہیں ان کے پاس کون جائے اور اگر انسان دن میں روزے سے رہے اور رات بھر تہجد پڑھے تو بیوی کے حقوق کون ادا کرے گا، بیوی اس واسطے تو تمہارے گھر نہیں آئی تھی کہ وہ اکیلی پڑی رہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم مجھے نہیں دیکھتے کہ میں رات کو جاگتا بھی ہوں سوتا بھی ہوں اور نفلی روزے رکھتا بھی ہوں چھوڑتا بھی ہوں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو، ان صحابی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ میں اس سے زیادہ کی قوت ہے، بالآخر جو صلح ہوئی وہ اس پر کہ ایک دن روزہ رکھیں گے اور ایک دن افطار کریں گے، حضرت داؤد علیہ السلام اسی طرح روزہ رکھتے تھے، حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص کا معمول بھی یہی رہا کہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن چھوڑتے تھے، بعد میں بڑھاپے میں بہت زیادہ ضعیف ہوگئے تھے تو فرماتے تھے کہ کاش میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو مان لیا ہوتا اور ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کرنے کا جو معاملہ میں نے طے کرلیا تھا اس سے بھی کم روزے رکھنے کا معاملہ طے کرلیتا، کیونکہ ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کرنا میرے لئے مشکل ہوتا ہے۔

> **پورے دین کا خلاصہ ہے حقوق کی ادائیگی اور شریعت نے جو ہر چیز کی حد مقرر کر رکھی ہے اس کی پابندی، مگر یہ اس وقت ہوگا جب آپ کو یہ معلوم ہو کہ اللہ اور بندوں کے حقوق اور ان کی حدیں کیا ہیں؟ اتنا علم تو آپ کو حاصل کرنا پڑے گا، اس کے لئے کتابوں کا مطالعہ بھی کرنا چاہئے اور کسی بزرگ کی صحبت بھی اختیار کرنی چاہئے**

دیکھئے کہ روزہ رکھنا اور راتوں کو تہجد پڑھنا کتنی بڑی عبادت ہے، لیکن انتہا سے گزرنے کی اجازت نہیں، ادائے حقوق بھی لازم ہے اور ان کی پابندی بھی لازم ہے لیکن شریعت نے حدود کی پابندی لگادی ہے کہ اس حد تک یہ کام کرنا ہے اُس حد تک یہ کام کرنا ہے۔

ایک شخص کی بیوی یا ماں یا بہن پورے گھر میں اکیلی ہے اور وہ بیمار ہے اور یہ شخص اس کا شوہر یا بیٹا یا بھائی یا کوئی اور محرم رشتہ دار ہے اور گھر میں اور کوئی نہیں ہے اور اس کو گھر میں ہر وقت کسی ایسے آدمی کی ضرورت ہے جو اس کی دیکھ بھال اور مدد کرسکے، اتنے میں نماز کا وقت ہوگیا، اب اللہ کا منادی پکار رہا ہے کہ آؤ نماز کی طرف، آؤ کامیابی کی طرف، اور جو گھر میں بیمار خاتون پڑی ہے وہ بھی کہہ رہی ہے کہ چلے جاؤ لیکن اس کی حالت کا مطالبہ یہ ہے کہ اگر تم اس کو چھوڑ کر جاؤ گے تو ناانصافی ہوگی۔ علماء اور بزرگوں نے یہ بیان فرمایا کہ یہاں تقویٰ یہ ہے کہ وہ آدمی مسجد میں نہ جائے بلکہ گھر میں نماز پڑھے، ان شاء اللہ جماعت سے زیادہ ثواب ملے گا۔

جماعت کی پابندی بہت اعلیٰ درجے کی چیز ہے اور تکبیر اولیٰ کی پابندی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تکبیر اولیٰ کی پابندی کرے، یعنی پہلی رکعت میں شامل ہوجایا کرے تو دو چیزوں سے اس کی حفاظت ہوجاتی ہے ایک نفاق سے کہ اگر اس کے دل میں نفاق ہو تو وہ نکل جاتا ہے اور اس کا خاتمہ ہوجاتا ہے اور ایک جہنم کی آگ سے براءت اور بالکل خلاصی ہوجاتی ہے۔ تکبیر اولیٰ اتنا بڑا عمل ہے، لیکن اگر ایسی صورتحال ہے جیسی میں نے بیان کی تو اس وقت تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ مسجد میں

نماز نہ پڑھی جائے، بلکہ گھر میں ہی اکیلے نماز پڑھ لی جائے ان شاءاللہ اس سے بھی زیادہ ثواب ملے گا۔

**حدود کی پابندی کیسے حاصل ہوگی؟**

تو پورے دین کا خلاصہ ہے حقوق کی ادائیگی اور شریعت نے جو ہر چیز کی حد مقرر کر رکھی ہے اس کی پابندی، مگر یہ اس وقت ہوگا جب آپ کو یہ معلوم ہو کہ اللہ اور بندوں کے حقوق اور ان کی حدیں کیا ہیں؟ اتنا علم تو آپ کو حاصل کرنا پڑے گا، اس کے لئے کتابوں کا مطالعہ بھی کرنا چاہئے اور کسی بزرگ کی صحبت بھی اختیار کرنی چاہئے، کسی بزرگ کی صحبت کے بغیر آدمی حدود کی پابندی نہیں کر سکتا، حدود کو آدمی اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر سیکھتا ہے، جو عالم باعمل لوگ ہیں یا عالم نہیں ہیں لیکن ان کا عمل سنت کے مطابق ہے ان کی صحبت میں رہیں، ان سے بیوی بچوں کے معاملے میں، تجارت کے معاملے میں، ملازمت مزدوری کے معاملے میں پوچھا کریں اور مشورہ کیا کریں تاکہ حدود کی پابندی ہو، الحمدللہ ملک میں علماء کی تعداد کم نہیں ہے اور ایسے علماء بھی موجود ہیں جو عالم باعمل ہیں ان سے رہنمائی حاصل کریں اور یہ بھی ضروری نہیں کہ بہت بڑے مشہور عالم کے پاس جائیں اگر آپ کو اپنے محلے کی مسجد کے امام اور خطیب صاحب کی دیانت پر اعتماد ہے تو آپ کو اپنے محلے کی مسجد کے امام اور خطیب سے رہنمائی مل سکتی ہے، اور اعتماد اس طریقے سے ہوگا کہ آپ کو یہ محسوس ہو کہ دوسرے علماء ان پر اعتماد کرتے ہیں ان سے آپ رہنمائی لیں انشاءاللہ تعالیٰ حالات بہت بہتر ہو جائیں گے اور اس کے علاوہ حدود کی پابندی کیسے ہوگی؟ یہ صبر سے ہوگی کہ نفس کو قابو میں رکھا جائے۔

**بے صبری ہمارا مزاج بنا ہوا ہے:**

آپ نے دیکھا کہ طاعتیں یعنی نیک کام کرنے کے لئے بھی صبر کی ضرورت ہے، گناہوں سے بچنے کے لئے بھی صبر کی ضرورت ہے اور مصیبتوں میں غم کو ہلکا کرنے اور اللہ کی رحمتوں کو متوجہ کرنے کے لئے بھی صبر کی ضرورت ہے۔ لیکن ہماری قوم میں صبر کا مادہ ہی نہیں رہا صبر کا مادہ مفقود ہو رہا ہے الا ماشاءاللہ۔ کچھ چیزوں میں صبر کر لیتے ہیں، لیکن بہت ساری چیزوں میں صبر نہیں کرتے، بے صبری ہمارا مزاج بنا ہوا ہے، بے صبری کی ایک ادنیٰ مثال ٹریفک کے قوانین کی خلاف ورزی ہے، بعض اوقات بے صبری کی وجہ سے ٹریفک جام ہو جاتا ہے، اگر کچھ دیر صبر کر لیا جاتا تو ٹریفک جام نہ ہوتا، عام طور سے بے صبری کی وجہ سے ٹریفک جام ہوتا ہے یہ روزانہ کی مثالیں ہیں، شاید ہمیں بچپن ہی سے تربیت نہیں ملی پھر دین کے تمام معاملات میں بھی صبر کی ضرورت ہے۔ شریعت میں من مانی کی اجازت نہیں ہے (اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی) (القیامۃ: ۶۳) ترجمہ: کہ کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اس کو یونہی چھوڑ دیا جائے گا۔ یہ نہیں ہوگا کہ انسان جو چاہے کرتا پھرے، اگر ایمان لایا ہے تو صبر سے کام لینا پڑے گا، گناہوں سے بچنا پڑے گا، فرائض و واجبات ادا کرنے ہوں گے اور غم اور مصیبت کے وقت بھی اپنے آپ کو حدود کا پابند رکھنا ہوگا آج ہمارے ہاں یہ سب نہیں ہو رہا۔

**حرام خوری کا گناہ:**

ہمارے بے شمار گناہ ہیں، ان گناہوں میں سے ایک گناہ حرام خوری کا پھیلا ہوا ہے، جب حرام کھایا اور کھلایا جاتا ہے اور حرام کمائی آتی ہے تو وہ تباہی اور بربادی اور مصیبتیں لایا کرتی ہے، رشوت ستانی ہمارے ملک میں عام ہے رشوت لے کر مجرموں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ مولانا عبدالمجید دین پوریؒ اور ان کے رفقاء کے قتل کی کارروائی کیمرے نے محفوظ کر لی اور ٹی وی پر بار بار دکھائی جا رہی ہے، لیکن ان کے قاتل گرفتار نہیں ہو رہے، اس واسطے کہ ان لوگوں کی جو ذمہ داریاں ہیں وہ ان کو پورا نہیں کر رہے اور پورا کیوں نہیں کر رہے ذاتی مفادات ہیں، یہ اللہ کا عذاب ہے جو حکمرانوں، رشوت خوری کرنے والوں، حرام کمانے والوں، بے رحمی اور ظلم کرنے والوں کی صورت میں ہم پر مسلط کیا گیا ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ یااللہ! ہمارے گناہوں کو معاف کر دے کیونکہ ظالم حکمران ہمارے گناہوں کی سزا کے طور پر ہم پر مسلط ہوئے ہیں، ہم میں سے ہر ایک حلال کھائے۔ قرآن اور حدیث نے حلال بھی بتا دیا اور حرام بھی بتا دیا، علماء نے تفصیل اور تشریح کر دی اور تقریباً ہر زبان میں کتابیں لکھ دی ہیں، ہم جو ملازمت کر رہے ہیں وہ حلال ہے یا حرام؟ ملازمتیں بھی کچھ حلال ہیں اور کچھ حرام ہیں، اگر سود لینے دینے والے اداروں میں ملازمت کر رہے ہیں اور سود کے لین دین کا حساب کتاب لکھ رہے ہیں، اور اس کی تنخواہ ملتی ہے تو وہ بھی حرام ہے اور سود کا لین دین بھی حرام ہے، آج بری طرح بینکوں کا سود پھیلا ہوا ہے، رشوت کا لینا دینا بھی حرام ہے اور رشوت لینے دینے والے کے درمیان جو ایجنٹ بنتا ہے اس کا عمل بھی حرام ہے۔

**ناپ تول میں کمی کا گناہ:**

تجارت میں ناپ تول میں کمی کرنا یہ بھی کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ ہے، قرآن کریم نے سورۃ المطففین شروع ہی اس طرح کی ہے کہ:

"وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ۔" (المطففین: ۱،۳)

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: "بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی جن کا حال یہ ہے کہ جب وہ لوگوں سے خود کوئی چیز ناپ کر لیتے ہیں تو پوری لیتے ہیں اور جب وہ کسی کو ناپ

کریا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں۔"

خلاصہ ان آیات مبارکہ کا یہ ہے کہ جو لوگ پیسے اور قیمت تو پوری لے لیتے ہیں لیکن چیز پوری نہیں دیتے ان کے بارے میں قرآن نے کہا کہ ان کے لئے ہلاکت اور بربادی ہے، اور ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے اور وہ اتنی گہری ہے کہ اگر جہنم کے اوپر سے پتھر پھینکا جائے تو وہ اس کی تہ میں چالیس سال کے بعد پہنچے گا، ایسے لوگوں کو اس میں ڈالا جائے گا جو ناپ تول میں کمی کرتے ہوں۔ پھر ناپ تول میں کمی کرنے کے طریقے بہت ہیں ایک طریقہ یہی ہے کہ ناپ تول میں کمی کرلی لیکن دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ دودھ میں پانی ملادیا یا کوئی اور چیز ہے وہ کم دے دی تو یہ بھی ناپ تول میں کمی ہے اور اس کے اندر بھی یہی عذاب قرآن کریم نے بتلایا ہے۔

### ناپ تول میں کمی کی دیگر صورتیں:

ناپ تول میں کمی ہی کی ایک یہ بھی صورت ہے کہ آدمی ملازمت اور مزدوری میں ڈیوٹی پوری نہ دے لیکن تنخواہ اور مزدوری پوری لے لے، آدمی دفتر میں بیٹھا ہوا ہے اور اپنے گھر میں ٹیلی فون کر کے باتیں کر رہا ہے یا دوستوں سے ملاقاتیں کر رہا ہے یا بیٹھ کر اخبار پڑھ رہا ہے یا سیاست پر بحث چلا رہا ہے اور کام پڑے ہوئے ہیں۔ ہم دوسروں کو برا کہتے ہیں اور کفر وشرک کی وجہ سے وہ ہیں بھی برے، لیکن آپ ان مغربی ممالک میں جا کر دیکھیں تو وہاں کوئی ڈیوٹی میں کوتاہی نہیں کرتا، پانچ منٹ تاخیر سے پہنچیں تو ملازمت سے برخاست کر دیتے ہیں کہ جاؤ یہاں تمہاری ضرورت نہیں ہے، وہاں ملازمین کو اپنے ساتھ موبائل رکھنے کی اجازت نہیں ہوتی کہ موبائل دفتر سے باہر چھوڑ کر آئیں، تاکہ اپنے گھر والوں اور دوستوں سے بات ہی نہ کرسکیں، کھانے پینے کا ایک مقررہ وقت ہے اسی وقت بریک ہوگا، اس سے پہلے یا بعد میں نہ کوئی چائے پی سکتا ہے نہ کھانا کھا سکتا ہے۔ ان میں اچھی باتیں بھی ہیں اور جو اچھی باتیں ہیں ان کا وہ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ہم نے ان کی ساری برائیاں تو لے لیں اور ہماری اچھی باتیں انہوں نے لے لیں، لیکن کفر وشرک کا حساب تو آخرت میں ہونے والا ہے۔ انسان کے جن اعمال کا تعلق بندوں کے ساتھ ہے ان کے اثرات تو دنیا میں ہی ظاہر ہوں گے، اگر کافر اچھے کام کرے گا تو ان کا فائدہ اٹھائے گا اور مؤمن اگر برے کام کرے گا تو نقصان اٹھائے گا چاہے کتنا بھی نمازی اور روزے دار ہو۔

تو ہمارے ہاں حرام خوری پھیلی ہوئی ہے اور اسی حرام خوری کا نتیجہ یہ قتل وغارت گری کا فتنہ ہے، اگر آج پولیس، رینجرز، سرکاری ملازمین اور تعلیمی اداروں میں مدرسین اپنی ڈیوٹی صحیح انجام دے رہے ہوتے تو نہ قتل وغارت گری پھیلی ہوئی ہوتی نہ بدامنی اور بے روزگاری ہوتی، نہ جہالت پھیلی ہوئی ہوتی اور نہ یہ مسائل ہوتے جو آج ہمارے سامنے کھڑے ہوئے ہیں۔

حضرت والد صاحبؒ نے تفسیر معارف القرآن میں لکھا ہے جو حکم تجارت میں ناپ تول میں کمی کرنے کا ہے وہی حکم ملازمت اور مزدوری میں وقت چوری کرنے کا ہے، کیونکہ آپ نے اپنی محنت اور وقت مقررہ پیسوں کے عوض میں فروخت کئے ہیں اور اتنا وقت اگر آپ نہیں دیں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دودھ والے کی طرح آپ دودھ میں ملاوٹ کر کے پیسے پورے ایک کلو کے لے رہے ہیں اور دے رہے ہیں اس کو آدھا کلو دودھ۔

### رشوت کا گناہ:

الحمدللہ! عام طور سے اس حد تک تو بات ہے کہ گئے گزرے مسلمان بھی مردار، خنزیر اور سور کا گوشت کھانے سے بچتے ہیں کہ یہ حرام ہے، لیکن اتنا ہی بڑا حرام وہ مال ہے جو آدمی دھوکہ بازی کر کے پیسہ دوسرے سے حاصل کرتا ہے۔ رشوت ہمارے ملک میں نیچے سے لے کر اوپر تک چل رہی ہے جس کے نتیجے میں پورے ملک کا نظام درہم برہم ہے، کیونکہ سرکاری ملازمین چھوٹے ہوں یا بڑے اپنی ڈیوٹی اس وقت تک انجام نہیں دیتے جب تک رشوت نہ ملے اور رشوت لے لیں تو قانون کے خلاف بھی کام کرنے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں، رشوت نہ دیں تو کوئی سرکاری دفتر میں اپنی ضرورت لے کر جائے تو وہاں دفتری آدمی دس مسئلے نکالے گا کہ یہ قانون کے خلاف ہے، اس طرح نہیں ہوسکتا اور پیسے نکال کے دیدو تو سب قانون کے موافق ہوجاتا ہے، نتیجہ یہ ہے کہ کام پڑے کے پڑے رہ جاتے ہیں، مظلوموں کو ان کا حق نہیں ملتا، غریبوں کی دادرسی نہیں ہوتی او رجب مظلوم بددعا کیا کرتا ہے تو اللہ اور اس کے درمیان کوئی حائل نہیں ہوا کرتا آج اس طریقے سے حرام کھانے والوں کو کتنے مظلوموں کی بددعائیں لگ رہی ہیں اور کام درہم برہم پڑے ہیں جب پولیس اپنا کام نہیں کرے گی اسکولوں اور کالجوں میں اساتذہ اپنی ڈیوٹی صحیح طریقے سے انجام نہیں دیں گے اور عدالتوں کے ماتحت افسران اپنے فرائض صحیح طریقے سے سرانجام نہیں دیں گے، سرکاری وزراء اور ان کے ماتحت وزارتیں کام صحیح طریقے سے سرانجام نہیں دیں گی تو کیسے یہ ملک چلے گا، کیسے کسی غریب اور ضرورت مند کا کام ہوگا، چنانچہ کام نہیں ہو رہے ہیں اور سب کچھ ٹھپ پڑا ہے، جس کو جو عہدہ مل گیا ہے وہ اس سے ناجائز مفادات حاصل کرنے کی فکر میں ہے، ہم سب کو نہیں روک سکتے لیکن اپنے آپ کو، اپنے گھر والوں کو، اپنے بہن بھائیوں اور دوست احباب کو تو روک سکتے ہیں جس حد تک روک سکتے ہیں اس کی تو کوشش کرلیں۔

(جاری ہے)

# انسان اپنے کو پہچان!

مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی

جب ہم اس وسیع تر دنیا میں اللہ کی افضل ترین مخلوق کا جائزہ لیتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ وہ مخلوق انسان ہی ہے، اللہ تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں تخلیق انسانی کے مراحل و منازل کا تذکرہ پورے اختصار و اجمال کے ساتھ بیان فرماتے ہیں:

"ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ." (المومنون:١٤)

ترجمہ: "پھر ہم نے اس کو دوسری ہی مخلوق بنادیا، وہ کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام صناعوں سے بڑھ کر ہے۔"

اگر انسان کائنات کی دوسری مخلوقات کے مقابلے میں ایک امتیازی حیثیت نہ رکھتا تو اللہ تعالیٰ اس کی اہمیت کو نہ بڑھاتا اور اسکے مقام کو بلند نہ کرتا اور نہ یہ شرط لگاتا کہ وہ اپنی اس عقل سلیم کا صحیح استعمال کرے، جس کے ذریعہ خیر و شر، نفع و ضرر اور بھلے بُرے کے درمیان فرق کرسکے اور اللہ کے متعین کردہ حدود سے تجاوز نہ کرے، تاکہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہوکر زندگی گزار سکے اور اپنی دنیوی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو، وہ اپنے مقام و مرتبہ کو پہچانے اور اپنے رب سے اور انسانوں کے ساتھ اس کا کیسا تعلق ہونا چاہئے، اس سے بھی آگاہ رہے اور اپنے فرض منصبی کا جائزہ لیتا رہے وہ اپنی ذمہ داری کا بھی احساس رکھے، پھر یہ کہ اس کے اپنے حقوق و فرائض ہیں جو انسان کی سعادت و کامیابی اور پوری مخلوق پر اس کی برتری کے لئے ثابت شدہ ضمانت کی حیثیت رکھتی ہیں اور یہی وہ انسان ہے جو اپنے رب کریم سے ہر وقت ڈرتا رہتا ہے، یہی وہ بشر ہے جو اپنی خواہشات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی کامل شریعت اور طور و طریق کے تابع بنادیتا ہے۔

انسان کی دوسری قسم وہ ہے جو اپنی خواہشات کی تابع ہے، اتباع نفس کے مکر و فریب، شیطان کے بہکاوے اور پھندے میں ہے، گویا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے سرکشی کی اور دنیوی زندگی کو ترجیح دی وہ اپنی حیثیت اور اپنے مرتبہ سے ناآشنا اور نابلد رہا، دنیوی زندگی میں وہ اپنے کردار سے ناواقف ہوا، وہ تو صرف اور صرف اپنی حقیر تمناؤں، بُرے خیالات اور باطل تصورات، غلط نظریات، بے بنیاد و بے کار مقاصد اور حقیر لذتوں کا شکار بنا، وہ ظلم کے طریقے اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا، وہ صرف اپنی مفاد پرستی کی خاطر اور اقتدار کی ہوس میں نیز عیش پرستی سے زندگی بسر کرنے کے لئے ہر طرح کے اخلاقی حدود سے تجاوز کرتا ہے اور انسانی قدروں کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔

اسلام انسانیت کی اصلاح اور انسان کو نظام تکوینی سے مربوط رکھنے کے لئے آیا، پست معیار سے اعلیٰ اقدار کی طرف نکالنے کے لئے برپا ہوا اور انسانی جرائم اور اخلاقی بیماریوں سے نکال کر اس کو عزت و عظمت کی بلندیوں پر پہنچانے کے لئے ظہور پذیر ہوا وہ عالمی معاشرہ جو ماقبل اسلام، بے راہ روی کا شکار تھا، وہ اسی حقیقت کی تصدیق کرتا ہے جس کی اصلاح نہ کسی علم سے ممکن تھی اور نہ کسی تہذیب کے ذریعہ، نہ کوئی طاقتور ملک اس کی اصلاح کرسکا، نہ یہ کسی عظیم الشان شخصیت کے بس میں تھا اور نہ کوئی عقلی فلسفہ ہی اس پر قادر تھا جو حیوانیت کے گڑھے میں گرے ہوئے اور درندگی کے دلدل میں پھنسے ہوئے بے قیمت و بے وزن انسان کو انسانیت کا اصل مقام دے سکے، یہاں تک کہ سابقہ مذاہب بھی اس کو صحیح رخ پر لاکھڑا کرنے میں اس کا ساتھ نہ دے سکے، اسلام ہی وہ مذہب ہے جو انسانیت کی تعمیر کرتا ہے اس کا شیوہ ہے کہ وہ دوسروں کو فائدہ پہنچائے، وہ لوگوں تک بھلائی اور خیر پہنچانے کا پیغام عام کرے، یہی وہ اسلام ہے جس نے انسان کو اس کے بلند مقام و مرتبہ سے روشناس کرایا، زندگی کی تعمیر اور مثالی معاشرہ عطا کرنے میں اس کے عظیم کارنامہ اور کردار کا صحیح تعارف کرایا اور اس کو ایسے طریقے سکھائے جن کو اختیار کرکے دنیا کو نئی زندگی اور ولولہ عطا ہو، لوگ اس شخص کے اندر موجود بے بہا صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائیں اور نیک انسانی مقاصد کو بروئے کار لاکر اپنی زندگی کو اس کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں، ان کی شانِ امتیازی محبت و ایمان، تواضع و خاکساری، عدل و انصاف اور نصیحت و خیر خواہی ہو، ان میں اللہ کے راستے میں جان و مال کی قربانی پیش کرنا اور ہر قسم کے فضائل و مناقب کی نشر و اشاعت بھی شامل ہو۔

اسی طرح انسان نے اپنی کھوئی ہوئی قیمت کو پہچانا اور اسلام کی ان تعلیمات پر عمل کرکے سعادت و خوش بختی کے درجات کو حاصل کیا جن کی طرف اسلام نے اس کی توجہ مبذول کرائی اور ان کے ذریعہ زندگی کے رخ کو اس کے تمام معاملات میں شر سے خیر کی طرف، ذلت سے عزت کی طرف، غلو پسندی سے اعتدال پسندی کی طرف اور خرابی و بگاڑ سے توازن و

سنجیدگی کی طرف پھیر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بقا، زندگی کے سکون و قرار، انسانیت کی ہدایت اور اس کی تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکالنے کا فیصلہ فرمادیا ہے، چنانچہ یہ کفر و شرک کی تاریکیوں سے ایمان کی کشادگی و وسعت کی طرف اور جہالت وضلالت کے راستوں سے علم وعمل کی شاہراہ کی طرف ایک عظیم انسانی تبدیلی تھی، اس حقیقت وصداقت کو دیکھ کر اس کی بصارت اور دور اندیشی لوٹ آئی، اب اس پر اسلام کا درخشندہ و تابناک ستارہ جگمگاتا ہے، اس کے سامنے ایمان و فرمانبرداری والی زندگی کی فرمانروائی ہوتی ہے، یہ تو صرف اور صرف خدا کی قدرت کی وہ کاری گری ہے جو اس پر ایسی وسیع تر اور ہمہ گیر زندگی کا مقصد واضح اور روشن کررہی ہے جو ہر زمانہ میں اور ہر جگہ دنیا و آخرت کی کامیابی وسعادت کی ضامن ہے۔

انسان زندگی اور وجود کائنات کے راز کو سمجھ چکا ہے، اس لئے کہ اس کا تعلق اپنے رب سے، پریشانی خوشحالی اور فائدہ ونقصان ہر حالت میں جڑا ہوا ہے اور ایمان ویقین کی بنیاد پر قائم ہے اور یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ خوش بختی وکامرانی کا راستہ ہر اس شخص کے لئے کھلا ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت وفرمانبرداری کرنا چاہتا ہے اور ان تمام ہدایات و نصائح اور تعلیمات کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے جو اللہ کے رسول کو بطریق وحی عطا کی گئی ہیں، یہیں سے انسان اپنی زندگی کا سفر از سر نو شروع کرتا ہے اور اس راستہ کو بدل ڈالتا ہے جن کو وہ پہلے بغیر ہدایت کے خواہشات نفسانی اور شیطانی کی پیروی میں اپنائے ہوئے تھا، اب وہ ان تمام راہوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے سیدھے راستے کی اتباع کرتا اور ان عادتوں سے باز آجاتا ہے جنہوں نے اس کو اصل راستہ سے منحرف کردیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی اخلاق کی تعمیر جدید کے لئے، موجودہ برائیوں کی اصلاح کے لئے اور تاریک دائرہ حیات اور زندگی کے جملہ شعبوں کو روشنی عطا کرنے کے لئے شریعت کو نازل فرمایا، چنانچہ اللہ کی شریعت دائمی، ابدی اور سرمدی نعمت ہے جو زمانہ کے اسباب وعوامل سے بھی متاثر نہیں ہوتی، وہ کبھی بھی اپنی شناخت وحیثیت نہیں کھوتی، بلکہ طول مدت کے باوجود بھی ہمیشہ برقرار رہتی ہے، کسی حالت میں اس کا قدم ڈگمگا نہیں سکتا اور نہ اس کے قدم میں کبھی جنبش پیدا ہوسکتی ہے، اس فطری طریقہ کو اختیار کرکے انسان نفس پرستی اور حقیر زندگی کو چھوڑ کر اتباع حق اور سعادت وعزت والی دائمی زندگی کی طرف لوٹ جاتا ہے، اسی زندگی کے ذریعہ اس نے ایمان کی حلاوت محسوس کی ہے اور تقویٰ کی لذت پائی ہے، نیز انسانیت کے ذریعہ پایۂ تکمیل تک پہنچا اور اس کا مقام ومرتبہ مخلوق کے مابین بلند ہوا، ارشاد ربانی ہے:

"وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا." (اسراء:۷۰)

ترجمہ: "یقیناً ہم نے آدم کی اولاد کو عزت وشرف کا تاج عطا کیا اور ان کو خشکی وتری ہر جگہ رزق دیئے، نیز اپنی دیگر مخلوقات پر فضیلت بخشی۔"

انسان نے زمین پر خلافت کی باگ ڈور

## قادیانیوں کو مسلمانوں کی صفوں میں شامل نہیں ہونے دیں گے، ختم نبوت کانفرنس

## مسیحی رہنماؤں کا قادیانی خاتون کو سیمینار میں مسلم شو کرنا آئین پاکستان سے انحراف ہے

### ختم نبوت کانفرنس قصور پورہ راوی روڈ لاہور میں علماء کا خطاب، کانفرنس میں ہزاروں افراد کی شرکت

لاہور (مولانا عبدالنعیم) کسی بھی قادیانی کو مسلمانوں کی صفوں میں شامل نہیں ہونے دیں گے۔ مسیحی رہنماؤں کا قادیانی خاتون کو سیمینار میں مسلم شو کرنا آئین پاکستان سے انحراف ہے۔ فیصل آباد بشپ ہاؤس سیمینار میں قادیانی خاتون کو بطور مسلمان تقریب میں بلانا ایک شرمناک فعل ہے، امت مسلمہ نے قادیانی گروہ کو ان کے کفریہ عقائد کی وجہ سے اسلام اور مسلمانوں سے علیحدہ کردیا ہے اب کوئی ماں کا لعل قادیانیوں کو مسلمانوں کی صفوں میں شامل نہیں کرسکتا، اہم سرکاری عہدوں پر براجمان ہونے والے قادیانیوں کو عہدوں سے ہٹایا جائے ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس قصور پورہ راوی روڈ لاہور میں خطاب کرتے ہوئے کیا۔ کانفرنس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے سرپرست اور شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ قدیم مولانا مفتی نعیم الدین نے کی، کانفرنس میں جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما اور سابق ممبر صوبائی اسمبلی خیبر پختونخواہ مفتی کفایت اللہ، مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا قاری علیم الدین شاکر، معروف نعت خواں مولانا مفتی انس یونس (کراچی)، مولانا سید ضیاء الحسن شاہ، مولانا عبدالنعیم، مولانا قاری محمد اقبال، مولانا عبدالحفیظ، بھائی محمد حامد بلوچ سمیت متعدد علماء نے بیان اور شرکت کی۔ مولانا مفتی کفایت اللہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امریکی کمیشن کا تحفظ ناموس رسالت ایکٹ اور قادیانیوں کے متعلق قوانین ختم کرنے کا مطالبہ پاکستان کے دینی معاملات میں مداخلت ہے۔ 23 مارچ تجدید عہد ووفا کا دن ہے، ہمارے اکابرین نے پاکستان بنایا تھا، ملک کے چپے چپے کی حفاظت کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت ہیں، ختم نبوت اور قادیانیت کے متعلق آئینی شق ختم کرنے کی کوشش کی تو اہل اسلام سراپا احتجاج بن جائیں گے۔ امریکہ اور اس کے حواری لاکھ مرتبہ قادیانیوں کی پشت پناہی کریں، مسلمان منصب ختم نبوت پر کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی ایسا گروہ ہے جس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے کے ساتھ ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی توہین کی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گستاخ کو سیمینار میں ساتھ بٹھانا یہ مسیحی قیادت کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ مسیحی قیادت کو مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت کا احترام کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ جمعیت علماء اسلام نے ہمیشہ اسمبلی کے فورم پر عقیدہ ختم نبوت، تحفظ ناموس رسالت، قادیانیوں کے متعلق قوانین اور دینی مدارس کے تحفظ اور ان کی بقا کا دفاع کیا ہے اور آئندہ بھی کرتے رہے گے اور کسی بھی صورت امتناع قادیانیت آرڈیننس کو غیر مؤثر نہیں ہونے دیں گے۔

سنبھالی، جبکہ فرشتوں نے اس کے اس بڑے عہدہ کی بخشش وعنایت پر نکیر کی تھی، کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ یہ تو زمین میں فساد برپا کریں گے اور خونریزی کریں گے، لیکن اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے اس اعتراض کو مسترد فرمادیا اور ان سے جواباً یوں عرض کیا: ”جو میں جانتا ہوں، وہ تم نہیں جانتے“ کیا یہ سب چیزیں اس بات پر حجت نہیں ہیں کہ انسان کا مقام ومرتبہ بہت بلند ہے، وہ پورے عالم کا ایک ایسا عنصر اور فرد ہے جو افراد سازی کے میدان میں معمار کی حیثیت رکھتا ہے۔

اسلام کا پیغام اور اس کی بنائی ہوئی تہذیب تیز مسائل و مشکلات کا حل نکالنے اور علمی و تہذیبی تبدیلیوں کا سامنا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے ودیعت کئے ہوئے علمی اوصاف وشرائط کے اندر غور وفکر سے کام لینے والا شخص اس راز کو ضرور پالے گا کہ اسلام ہی انسان کا اصل رہنما اور اس کے لئے باطل کی تاریکیوں اور مخالف حالات میں روشنی کا ایک مینار ہے، یہ کوئی سماجی و معاشرتی مذہب یا خودساختہ دینی طریقہ یا سیاسی نظریہ اور اقتصادی فلسفہ نہیں ہے جو صرف مصائب زندگی اور گردش زمانہ سے نکلنے اور نجات دلانے میں انسان کا ساتھ دے سکے اور اس کو مادی اور اخلاقی گراوٹوں اور انحطاط کے نتیجہ میں درپیش آزمائشوں اور پریشانیوں سے بچاسکے، جس نے اسے اصل شاہراہ سے دور رکھ کر مادی زندگی کے سمندر میں غرق کردیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک تہذیب اور قانون فطرت عطا کیا ہے، اس کے ذریعہ ہر فساد کی اصلاح، انفرادی واجتماعی زندگی میں ظلم وستم کے خاتمہ اور تمام زمان ومکان میں حیات وخوش بختی کی ضمانت حاصل ہے، اگر یہ بلند ترین مقاصد نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ زندگی، کائنات اور انسان کو عطا کی گئی اسلام جیسی نعمت کے بارے میں کوئی اور فیصلہ فرماتے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ایک ایسا مکمل دائمی اور ہمہ گیر دین بنا کر بھیجا ہے، جس کے ساتھ جزا وسزا اور حشر ونشر وابستہ ہے، اسی پر عزت وشرافت بھی موقوف ہے، اس میں بھرپور سکون واطمینان مہیا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

”اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً.“ (مائدہ:۳)

ترجمہ: ”آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کردیں اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔“

یہ سب خصوصیات انسان کے مفاد ونفع کے لئے ہیں جس نے دنیا کی قیادت کی باگ ڈور سنبھالی ہے، پھر یہ سارے امتیازات ان ابدی و سرمدی ارشادات وفرمودات اور نصائح کی روشنی میں اس کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکالنے کے لئے ہیں، جن کا دارومدار کلام اللہ اور حدیث نبوی پر ہے:

”لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُو اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْراً.“ (احزاب:۲۱)

ترجمہ: ”تمہارے لئے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ ہے، اس شخص کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان ویقین رکھے اور خدا کو خوب خوب یاد کرے۔“

اب ہمیں اس بات پر یقین کرنے کے لئے ہر طرح کا جواز موجود ہے کہ اسلام دراصل انسان کے لئے انتہائی ضروری عنصر ہے، اس کے بغیر اس کی زندگی ناقص، اس کا معاشرہ بے جان اور اس کی ساری جدوجہد رائیگاں ہے۔

☆☆..............☆☆

## اسلام کا بنایا ہوا لائحہ عمل ........ مولانا ابوالکلام آزادؒ

اسلام کا ظہور اس وحشی قوم میں ہوا اور ۲۳ برس کی مختصر مدت میں سارے عرب میں کچھ کا کچھ کردیا، قرآن کے درس نے ان کے دلوں میں رشک وحسد کی دہکتی ہوئی آگ کو محبت کی چھینٹیں دے دے کر ٹھنڈا کردیا، اسلام نے اتنی کم مدت میں سب کچھ اس ملک میں کیا، جہاں کے بہادر اپنے سے نیچے آدمی کے ہاتھ سے میدان جنگ میں بھی مرنا پسند نہیں کرتے تھے، وہاں اجلہ سادات قریش کا سردار ایک غلام کو بنایا جاتا ہے اور ابوبکرؓ اس کی رکاب تھامے چلتے ہیں اور یہ خوش نصیب غلام جس کی رکاب آقا تھامے تھے، حضرت اسامہ بن زیدؓ تھے۔ یہ تھا اسلام کا وہ عدیم المثال کارنامہ جو اس نے ۲۳ برس کی مدت میں پیش کیا، نسلی اور شخصی غرور کا نام تک نہ رہا، نظریوں کا سوال نہیں بلکہ سوال اجتماعی زندگی کے مشکلات کے حل کا ہے، ان حلوں کو اسلام نے زندگی کا لازمی جزو بنادیا ہے اور جمہوریت کی وہ روح جو آج سے صدیوں پہلے پھونکی گئی تھی اور وہ جوہر جو اسلام نے پیش کیا تھا، آج بھی باقی ہے، آج کی ٹوٹی پھوٹی مسجدوں میں بھی ہر روز پانچ وقت تمہاری آنکھیں یہ سب کچھ دیکھ سکتی ہیں، اسلام کی اچھوتی قوت کو دیکھو، اسلام آج برسوں سے حکومت کررہا ہے، تم میں سے ہزاروں اب بھی ایسے موجود ہیں جو اس کی تعلیمات سے بغاوت کرنا چاہتے ہیں، ان میں بھی جماعتی غرور کا شیوہ اختیار کرنے کی عادت پیدا ہوگئی ہے، لیکن اس کی طاقتوں کے آگے سر نہیں اٹھاسکتے، بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے درجہ کا آدمی پانچ وقت تو ضرور ایک ہی صف میں نظر آتا ہے، ہزار غرور وتمکنت کے باوجود بھی اگر وہ مسلمان ہے تو ضرور ایک ہی صف میں کھڑا ہونا ہوگا، یہی ہے مساوات اور اسی کی دنیا کو اشد ضروری ہے، اسلام کا بنایا ہوا لائحہ عمل یہی ہے جو کبھی بے کار ہونے والا نہیں۔

# رہے نام اللہ کا!

مولانا زین العابدین

''آج حقیقت یہ ہے کہ مجھے اپنے چھوٹے بھائی کے منبر پر بیٹھتے ہوئے شرم آرہی ہے وہ اگرچہ عمر میں ہم سب بھائیوں میں چھوٹا تھا لیکن علم وفضل میں ہم سب سے فائق تھا۔''

یہ وہ الفاظ ہیں جو آج سے چار سال قبل مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کے بڑے بھائی حضرت مولانا محمد رب نواز جلال پوریؒ نے اس وقت ارشاد فرمائے تھے جب وہ مولانا سعید احمد جلال پوریؒ کی شہادت کے بعد پہلا جمعہ پڑھانے کے لیے اُن کے منبر پر تشریف فرما ہوئے تھے، لیکن افسوس کہ آج وہ مردِ قلندر بھی ہم سے رُخصت ہوگیا۔

اصل میں یہ ساری قربانی اور جدوجہد مولانا محمد رب نوازؒ اور مولانا سعید احمد شہیدؒ کے والد گرامی قدر حضرت الحاج جام شوق محمدؒ کی تھی کہ جن کے دم قدم سے جلال پوری خاندان میں دین کی شمع روشن ہوئی، اُن کی وہ محنتیں رنگ لائیں جو انہوں نے حضرت حافظ محمد موسیٰؒ اور حضرت مولانا محمد عبد اللہ بہلویؒ کے قدموں میں رہ کر اُٹھائی تھیں اور اُن کے وہ مجاہدے کام آئے جو انہوں نے ان بزرگوں کی خدمت میں رہ کر کیے تھے، نتیجہ یہ نکلا کہ اُن کی اولاد میں مولانا سعید احمد جلال پوریؒ اور مولانا محمد رب نوازؒ جیسے با فیض اور با توفیق علماء پیدا ہوئے اور مزید برآں اللہ نے ان کی نسلوں میں علماء، صلحاء اور حفاظ کا سلسلہ جاری فرمادیا۔

مولانا محمد رب نواز جلال پوریؒ بھی خوب آدمی تھے، حیدرآباد کی ایک چھوٹی سی مسجد کی امامت کرتے ہوئے گوشۂ گمنامی میں اپنی پوری زندگی گزار دی، 11 ر مارچ 2010ء کو چھوٹے بھائی مولانا سعید احمد جلال پوریؒ کی شہادت ہوئی تو خاندان والوں کے اصرار پر چھوٹے بھائی کا منبر سنبھال لیا، ہر جمعہ حیدرآباد سے کراچی مسجد باب الرحمت شادمان ٹاؤن تشریف لاتے اور غم وحزن کی کیفیت میں جمعہ پڑھا کر واپسی کی راہ لیتے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ کی شہادت کے بعد آپ کا منبر ویران ہوگیا تھا اور آپ کی شہادت کا غم کم ہونے کا نام نہیں لیتا تھا، لیکن وقت بہت بڑا مرہم ہے اور پھر ساتھ ساتھ مولانا محمد رب نواز جلال پوریؒ کی گفتگو سے آہستہ آہستہ مانوسی ہوتی گئی تا آنکہ حضرت جلال پوریؒ کی شہادت کا زخم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بھرنے لگا۔

اسی دوران حضرت مولانا رب نواز صاحبؒ کی خدمت میں بھی حاضری ہونے لگی تو ایک دن بندہ نے عرض کیا ''حضرت! میں شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے خلفاء کے حالات جمع کر کے شائع کرنا چاہتا ہوں، آپ سے بھی گزارش ہے کہ اپنے حالات زندگی عطا فرمادیں تاکہ اس کو کتاب میں شامل اشاعت کیا جاسکے''، جواباً فرمایا ''ارے میاں کیوں میرے حالات سے صفحے کالے کرنا چاہتے ہو، وہ تو حضرت لدھیانویؒ کی ذرہ نوازی تھی کہ گلے میں گھنٹی باندھ گئے۔'' پھر بھی میں نے اصرار کیا تو ایک دن راضی ہوگئے اور فرمایا میں بولتا جاتا ہوں آپ لکھتے جائیں۔ چنانچہ حضرتؒ کے وہی حالات زندگی جو آپ نے خود مجھے املاء کرائے تھے میری ترتیب کے ساتھ پیش خدمت ہیں:

آپ 1938ء کو جلال پور پیر والا صوبہ پنجاب میں الحاج جناب جام شوق محمدؒ کے گھر میں پیدا ہوئے، ابتدائی قاعدہ وناظرہ قرآن کریم کی تعلیم کے لیے محلہ کے مکتب میں اور پھر درس نظامی پڑھنے کے لیے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کے شاگرد مولانا غلام رسول پونٹویؒ کے پاس بھیجا گیا، جہاں آپ نے علوم عقلیہ ونقلیہ میں کمال حاصل کیا اور وسطانی درجات تک کی کتب پڑھیں۔ پھر 1954ء میں آپ جامعہ قاسم العلوم ملتان تشریف لے گئے یہاں آپؒ نے شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے شاگرد حضرت مولانا عبد القادر قاسمیؒ مظفر گڑھ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ملتانیؒ اور حضرت مولانا محمود اخترؒ فاضل دیوبند کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ اسی زمانہ طالب علمی میں موجودہ دور کے بڑے بڑے علماء آپ کے ہم درس رہے، جن میں لال مسجد کے سابق خطیب حضرت مولانا محمد عبد اللہ شہیدؒ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے موجودہ مرکزی امیر حضرت مولانا عبد المجید لدھیانوی مدظلہ، حضرت مولانا منظور احمد نعمانی مدظلہ اور مولانا فداء الرحمٰن درخواستی مدظلہ شامل ہیں۔ مولانا رب نواز صاحبؒ نے مزید فرمایا کہ حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ ہم سے دو سال آگے تھے۔ پھر آپ دورۂ حدیث کے لیے جامعہ مخزن العلوم خان پور تشریف لے گئے، خان پور میں آپ نے حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد

عبداللہ درخواستیؒ اوران کے بھائی مولانا عبدالرحیم درخواستیؒ سے 1957ء میں کتب صحاح ستہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

درس نظامی سے فراغت کے بعد آپ نے تین تین مرتبہ حضرت درخواستیؒ اور حضرت بہلویؒ کے پاس دورۂ تفسیر پڑھا اور مسلسل دو مرتبہ رمضان المبارک میں حضرت درخواستیؒ کے پاس اعتکاف کیا جب کہ ایک مرتبہ حضرت بہلویؒ کے ساتھ بھی اعتکاف میں شریک ہوئے۔

1974ء میں آپ حیدر آباد کے علاقے لطیف آباد 5/ میں رحمانیہ مسجد کے امام وخطیب مقرر ہوئے اور اس درویش صفت عالم دین نے مسلسل تمیں/پینتیس سال وہیں امامت وخطابت کے ذریعے دینی ذہن بنانے میں گزار دیے، وفات سے کچھ سال قبل کوٹری کے قریب مدرسہ عربیہ خاتم النبیین کے نام سے ایک دینی ادارہ کی بنیاد رکھی جہاں بفضلہ تعالیٰ مسجد بھی قائم ہے اور بچوں کا مکتب بھی۔ اس سب کے ساتھ ساتھ آپ بلا معاوضہ تعویذات وعملیات کا کام بھی کیا کرتے تھے جس کے ذریعے مخلوق خدا کی دعاؤں سے مستفید ہوتے۔

آپ نے 1974ء کی تحریک ختم نبوت، 1977ء کی تحریک نظام مصطفیٰ، 1984ء کی تحریک ختم نبوت اور 2011ء کی تحریک ناموس رسالت میں بھی بھرپور حصہ لیا۔

مولانا رب نواز صاحبؒ نے اپنی بیعت و خلافت کے بارے میں فرمایا کہ میں سب سے پہلے حضرت مولانا حافظ محمد موسیٰ نقشبندی جلال پوریؒ سے بیعت ہوا، پھر حضرت مولانا حافظ محمد عبداللہ بہلویؒ سے، حضرت بہلویؒ کی وفات کے بعد حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ سے اور ان کی شہادت کے بعد حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ سے۔

حضرت لدھیانویؒ سے بیعت ہونے کے حوالے سے آپ نے یہ واقعہ خود بندہ کو سنایا کہ حضرت بہلویؒ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ایک دن میں برادر صغیر مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کے گھر پر اُن کے ساتھ بیٹھا تھا کہ اچانک مولانا سعید احمدؒ نے مجھے کہا بھائی صاحب! ایک بات آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں، میں نے کہا کہو! تو مولانا شہیدؒ نے کہا کہ ''آپ اور حضرت لدھیانوی میں عمر، سن و سال اور فراغت تعلیم کے اعتبار سے تفاوت کچھ زیادہ نہیں، لیکن حضرت لدھیانوی کے درخت کا پھل اس وقت پکا ہوا ہے تو میرا آپ کو مشورہ یہ ہے کہ آپ حضرت سے بیعت ہوجائیں، ایک لمحہ کے لیے میں نے کچھ توقف کیا، پھر ایک دم میں کھڑا ہوگیا اور میں نے کہا کہ چلو! ابھی چلو! چنانچہ اسی وقت حضرت لدھیانوی شہیدؒ کی خدمت میں جاکر بیعت کرلی، حضرتؒ بے حد شفقت کا معاملہ فرماتے، ہر ہفتہ حضرتؒ کے بیان میں حیدر آباد سے حاضر ہوتا، چار سال گزرے ہوں گے کہ ایک دن میں فلاح مسجد نصیر آباد میں تھا کہ صاحبزادہ مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی صاحب ہنستے، مسکراتے اور دوڑتے ہوئے تشریف لائے اور میرے ہاتھ میں ایک پرچہ تھماتے ہوئے کہا ''مولانا مٹھائی کھلائیں حضرت نے آپ کو خلافت دے دی ہے''۔ یہ بات کہہ کر ڈبڈباتی ہوئی آنکھوں سے کہنے لگے کہ میں تو کورا آدمی ہوں یہ تو ان کی مہربانی تھی۔ پھر حسرت سے ایک آہ بھری اور فرمانے لگے حضرت لدھیانویؒ بھی شہید ہوگئے اور اب میرا بھائی سعید بھی شہادت کا رتبہ پاگیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ حضرت لدھیانویؒ کی شہادت کے بعد مولانا سعید احمدؒ سمیت ہم سارے بھائی خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ سے بیعت ہوگئے تھے۔

آخری دنوں میں مولانا رحمہ اللہ گردوں کے امراض کا شکار ہوگئے تھے چنانچہ اسی بیماری میں ۲۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ مطابق ۳۱/ مارچ ۲۰۱۴ء بروز پیر کو شام کے وقت اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے، اگلے دن بعد نماز ظہر حضرت مولانا منظور احمد نعمانی نے جنازہ پڑھایا، مولانا امداد اللہ، مفتی محمد عاصم زکی، مفتی خالد محمود، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، مفتی سہیل احمد جلال پوری، مولانا محمد اشفاق جلال پوری، مولانا منور حسین، مولانا محمد انس فاروق، مولانا بدر عالم، مولانا اویس سمیت بڑی تعداد میں علماء کرام شریک جنازہ تھے۔

آپ کے نو صاحبزادے ہیں ماشاء اللہ سب ہی دینی خدمات میں لگے ہوئے ہیں مگر ان میں سب سے بڑے مولانا مفتی سہیل احمد جلال پوری ''الولد سر لابیہ'' کے صحیح مصداق ہیں۔ اس وقت لندن کی ایک مسجد کے امام وخطیب اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ دار ہیں۔ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ اور حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ کے خلیفۂ مجاز بھی ہیں۔

اللہ پاک کے فیصلے اور تقدیر میں یقیناً حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں جو ہم انسانوں سے مکمل طور پر مخفی رکھی گئی ہیں ورنہ ہم انسانوں کی تو یہی خواہش تھی کہ مولانا سعید احمد جلال پوریؒ اور مولانا محمد رب نوازؒ ایسے لوگ تادیر زندہ رہتے تاکہ انسانی معاشرے کو ان سے خوب خوب فیضیاب اور خود انہیں مزید سعادت مندیوں اور نیکیوں سے اپنے دامن کو بھرنے کا مزید موقع ملتا، لیکن رہے نام اللہ کا۔

☆☆......☆......☆☆

# ایک ہفتہ
# حضرت شیخ الہندؒ کے دیس میں!

جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمن مدظلہ کی قیادت میں پاکستان کے علماء ومشائخ کا ایک ۳۰ رکنی وفد ۱۰ دسمبر ۲۰۱۳ء کو ’’شیخ الہندؒ امن عالم کانفرنس‘‘ میں شرکت کی غرض سے بھارت گیا تھا۔اس یادگار سفر کی روئیداد اور اپنے مشاہدات وتاثرات وفد کے ایک معزز رکن شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے قلم بند فرمائے ہیں۔افادہ عام کی غرض سے ہدیہ قارئین ہیں۔

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

ساتویں قسط

**اتباع سنت کا اہتمام:**

مولانا علی رضا، حضرت گنگوہیؒ کے شاگرد تھے۔فرماتے تھے میں برسوں حضرت کی خدمت میں رہا۔آپ کا کوئی فعل خلاف سنت نہیں پایا۔حتیٰ کہ مستحبات اور جانب اولیٰ کو بھی ترک نہ فرماتے۔لیکن مباح سے آگے نہ بڑھے۔مگر مباح سے آپ کو خوشی نہ ہوئی۔البتہ سنن ومستحبات واجبات وفرائض پر عمل کر کے آپ کو ایسی خوشی ہوتی اور مزاج میں ایسا انشراح اور لطافت وبشاشت پیدا ہو جاتی تھی کہ ہر دیکھنے والا محسوس کرسکتا تھا۔بدعات کو دیکھ کر آپ آنسو بھر لاتے۔

**حضرت گنگوہیؒ کا عشق رسالت مآب ﷺ:**

مدینہ طیبہ کی کھجور کے استعمال کے بعد گٹھلیاں ضائع نہ فرماتے۔ان کو پسوا کر سفوف بنالیتے اور اس کو کبھی کبھی پھانک لیا کرتے تھے۔ایک مرتبہ فرمایا: ’’لوگ زمزم کے ٹین اور مدنی کھجور کی گٹھلیاں پھینک دیتے ہیں۔یہ خیال نہیں کرتے کہ ان چیزوں کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ہوا لگی ہے۔‘‘ مولانا عاشق الٰہیؒ کو ایک بار مدینہ طیبہ کی مٹی مبارک عطاء کی اور فرمایا اس کو کھالو۔مولانا عاشق الٰہیؒ نے عرض کیا کہ مٹی کھانا تو حرام ہے۔فرمایا: ’’میاں! وہ اور مٹی ہوگی۔‘‘

حضرت گنگوہیؒ کا جی چاہتا تھا کہ ہر شخص حرمین شریفین سے اسی طرح محبت و پیار رکھے۔جس طرح خود ان کو تھا۔ایک مرتبہ غلاف کعبہ کا ایک تار مولانا محمد اسماعیل کو دیا اور فرمایا: ’’اس کو کھالو۔‘‘ حضرت گنگوہیؒ بہت خوش الحان تھے۔جب ذکر بالجہر کرتے تھے تو لوگ وجد میں آجاتے تھے۔اتباع شریعت پر ایسے کاربند تھے کہ خیر القرون کے حضرات کی یاد تازہ کردی۔

**چند جلیل القدر خلفاء:**

حضرت گنگوہیؒ کے خلفاء کی فہرست پر ایک بار نظر ڈالیں، چند نام پیش خدمت ہیں۔حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، مولانا مفتی کفایت اللہؒ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ ان ناموں پر غور کریں اور پھر سوچیں اگر یہ خلفاء تھے تو شیخ کتنا بڑا کامل ہوگا؟

حضرت گنگوہیؒ کے پاس تبرکات میں سے مقام ابراہیم کا ایک ٹکڑا بھی تھا۔کبھی اسے صندوقچی سے نکالتے، پانی میں رکھتے اور وہ پانی خدام کو پلا دیتے تھے۔اسی طرح بیت اللہ شریف کی چوکھٹ کا ایک ٹکڑا بھی آپ نے سنبھال رکھا تھا۔

**استغناء:**

استغناء کا یہ عالم تھا کہ امیر حبیب اللہ والئی افغانستان نے پانچ ہزار روپے ہدیہ ارسال کیا۔آپ نے واپس کردیا۔جو آفیسر ہدیہ لائے ان کے اصرار پر ساتھ یہ رقعہ تحریر فرمایا۔’’بحیثیت مسلمان مجھے آپ سے تعلق ہے اور میرا دل آپ کو ہمیشہ دعا دیتا ہے۔خصوصاً موجودہ حالت محبت اسلام اور قدر ومنزلت کی خبریں سن کر بہت خوش ہوتا ہوں۔حق تعالیٰ برکت عطاء فرمادے گا۔آپ کی نذر پہنچی۔مگر چونکہ میں بوڑھا ہوگیا ہوں اور حق تعالیٰ نے مجھے بہت کچھ دے رکھا ہے۔جمع کرکے کیا کروں گا۔اس لئے واپس کرتا ہوں۔کسی دوسرے مصرف خیر میں خرچ کردیا جائے اور مجھے بہرحال دعا گو سمجھے۔‘‘ ۱۱؍اگست ۱۹۰۵ء جمعہ کے دن ساڑھے بارہ بجے وصال فرمایا۔حق تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔گنگوہ شریف سے چلے تو اگلا پڑاؤ جلال آباد تھا۔

**جلال آباد کے حضرت مولانا مسیح اللہ خانؒ:**

جلال آباد حضرت مولانا مسیح اللہ خانؒ کی وجہ سے شہرت رکھتا ہے۔سرائے برلہ ضلع علی گڑھ کے مشہور شیروانی خاندان میں ۱۳۳۰ھ کو مولانا مسیح اللہ خانؒ پیدا

ہوئے۔ چھ جماعتوں تک سکول کی تعلیم حاصل کی۔ طبعی رجحان کے باعث آپ کے والد صاحبؒ نے آپ کو دینی تعلیم پر لگادیا۔ مشکوٰۃ شریف تک کتب اپنے علاقہ میں پڑھیں۔ پھر دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوگئے۔ ۱۳۴۹ھ میں دورہ حدیث شریف پڑھا۔ مزید دو سال دارالعلوم میں ہی تکمیل کے اسباق پڑھے۔ تعلیم کے دوران میں حضرت حکیم الامتؒ سے بیعت ہوگئے تھے۔ تعلیم کے مکمل ہونے کے تھوڑا عرصہ بعد حضرت تھانویؒ نے خلافت سے بھی ممنون فرمادیا۔ حضرت تھانویؒ کے آپ بہت محبوب خلفاء میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت تھانویؒ نے آپ کو مدرسہ مفتاح العلوم جلال آباد میں تدریس کے لئے بھیج دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس مدرسہ نے اتنی ترقی کی کہ ملک کے اہم جامعات میں اس کا شمار ہونے لگا۔

## حضرت مولانا مسیح اللہ خان کے مزار پر:

اسی مدرسہ میں ہی آپ نے ۱۷ رجمادی الاوّل ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۳ رنومبر ۱۹۹۲ء کو وصال فرمایا۔ شب جمعہ سوا بارہ بجے کا وقت تھا۔ جمعہ کے دن بعد از جمعہ اسی مدرسہ میں جنازہ ہوا۔ ڈھائی لاکھ آدمی نے جنازہ میں شرکت کی۔ مولانا عنایت اللہ صاحبؒ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مدرسہ کے عقب میں واقع قطعہ خاص جہاں پہلے آپ کے ایک خلیفہ مفتی سعید احمد صاحبؒ اور حضرت مولانا مسیح اللہؒ کی اہلیہ کی قبور موجود تھیں۔ ان کے درمیان کی جگہ پر آپ کی تدفین عمل میں لائی گئی۔ اس وقت بھی آپ کی قبر کچی ہے۔ البتہ قبر کے حلقہ کو پختہ بھی کیا گیا ہے اور قدرے اونچا بھی۔ اسی پختہ حلقہ میں آپ کی کچی قبر مبارک ہے۔ آپ کے مقبرہ کے کونہ میں دروازہ سے (جو مشرق کی جانب ہے) داخل ہوں تو سامنے ایک مسجد بھی زیر تعمیر ہے۔ اس احاطۂ قبرستان کے ساتھ مدرسہ کی پشت کی دیوار ہے۔ مدرسہ کی بلڈنگ دو منزلہ ہے۔ ہمارے پاس وقت نہ تھا۔ مدرسہ مفتاح العلوم تو حاضر نہ ہوسکے۔ البتہ مزار مبارک مولانا مسیح اللہ خانؒ پر ایصال ثواب کی سعادت حاصل کی۔

## نانوتہ شریف حاضری:

اب ہماری اگلی منزل نانوتہ شریف حاضری کی تھی۔ نانوتہ قصبہ سے باہر پختہ سڑک کے کنارے کھیت میں ایک چاردیواری ہے۔ اسے باغ نو کہتے ہیں۔ اس میں سایہ دار درخت ہیں۔ ان درختوں کے درمیان حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ اور حضرت مولانا محمد منیر نانوتویؒ کی قبور مبارکہ ہیں۔ زہے نصیب کہ یہاں بھی ایصال ثواب اور زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔

## حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ:

حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ، حضرت مولانا مملوک علی نانوتویؒ کے فرزند ہیں۔ مولانا مملوک علی نانوتویؒ سے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے بھی پڑھا۔ مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ ۱۳ رصفر ۱۲۴۹ھ کو پیدا ہوئے۔ حفظ قرآن اور ابتدائی تعلیم نانوتہ میں حاصل کی۔ آپ کے والد مولانا مملوک علیؒ مدرسہ عالیہ دہلی میں صدر مدرس تھے۔ والد صاحب مولانا محمد یعقوبؒ کو اپنے ہمراہ دہلی لے گئے۔ والد گرامی سے تعلیم حاصل کی۔ حدیث حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ اور مولانا شاہ عبدالغنیؒ سے پڑھی۔ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی دہلویؒ اور مولانا احمد علی سہارنپوریؒ نے حدیث شاہ محمد اسحٰق دہلویؒ سے پڑھی تھی اور یہ دونوں حضرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے بھی استاذ تھے۔ مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے بھی حضرت محدث سہارنپوریؒ سے پڑھا ہے۔ مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ اجمیر شریف میں بھی پڑھاتے رہے۔ محرم ۱۲۸۳ھ میں دارالعلوم دیوبند کی بناء قائم ہوئی۔ اسی سال کے آخر میں مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ بھی پہلے صدر مدرس کے طور پر یہاں تشریف لائے اور پھر وفات کے سال تک یہاں پڑھاتے رہے۔ اٹھارہ سال کے عرصہ میں جتنے حضرات فارغ ہوئے آپ سب کے استاذ ہیں۔ جن میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی، مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، مولانا احمد حسن امروہیؒ، مولانا حبیب الرحمٰنؒ، حضرت تھانویؒ ایسے حضرات بھی شامل تھے۔

مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ہم عصر تھے۔ چھ سات ماہ کا عمر میں تفاوت ہے۔ مولانا محمد قاسمؒ آپ سے بڑے تھے۔ مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ نے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی سوانح لکھی ہے۔ جس کا نام "سوانح قاسمی" ہے۔ اس میں آپ فرماتے ہیں: "فقیر اور مولوی صاحب (مولانا محمد قاسمؒ) کے علاوہ قرب نسب کے بہت سے روابط اتحاد تھے۔ ایک مکتب میں پڑھا۔ ایک وطن، ایک نسب، ہم زلف ہوئے۔ ایک استاذ ایک وقت میں علم حاصل کیا اور بعض کتابیں مولانا سے بھی پڑھیں۔ ایک پیر کے مرید ہوئے۔ دو مرتبہ حج میں ہمسفر رہے اور ایک زمانہ دراز تک ساتھ رہے۔ (سوانح قاسمی) دارالعلوم دیوبند کے پہلے مفتی بھی مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ تھے۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی طرح مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ بھی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے خلیفہ تھے۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ایک بار امامت صلوٰۃ کے لئے مصلی پر کھڑے ہوئے۔ کسی نے کہا، مولوی صاحب (مولانا محمد یعقوبؒ) آگئے۔ حضرت گنگوہیؒ صف میں واپس آگئے۔ مولانا محمد یعقوب مصلی پر گئے۔ حضرت گنگوہیؒ نے دیکھا کہ مولانا کی پنڈلیاں غبار آلود ہیں تو آگے بڑھ کر اپنے کرتہ سے غبار صاف کیا۔ ادھر اگر احترام و محبت کا یہ عالم تھا تو ادھر بھی معاملہ کم نہ تھا۔ ایک بار حضرت مولانا یعقوب صاحب، حضرت گنگوہیؒ سے ملنے گئے تو شلوار میں بندھن کی بجائے بان کی رسی ڈال لی۔ ظاہر ہے وہ سخت ہوتی ہے۔ تکلیف ہوتی ہے۔ تو مولانا گنگوہیؒ بھانپ گئے۔ وجہ دریافت کی۔ آپ نے فرمایا جلدی تھی،

بندھن نہ ملا تو بان ڈال لیا۔ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ کھونٹی سے میرا بندھن لے لیں۔ مولانا یعقوب صاحبؒ نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ اس میں تو ایک روپیہ بھی بندھا ہے۔ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا وہ بھی رکھ لیں۔ چنانچہ آپ نے ایسے کیا۔ اس سے دونوں حضرات کی بے نفسی سمجھی جاسکتی ہے۔ مولانا یعقوب صاحبؒ خوش طبع بھی تھے۔ ہندوؤں کے سادھو سر، ابرو، پلکوں اور داڑھی مونچھ کے سب بال اترواتے ہیں۔ آپ ان کے متعلق فرماتے تھے کہ یہ فارغ البال ہیں۔

صرف مولانا محمد یعقوب صاحب ہی نہیں بلکہ آپ کے صاحبزادہ مولوی معین الدین صاحبؒ نے بھی خوب خوش طبعی سے حصہ پایا تھا۔ واقعہ مشہور ہے کہ:

”ایک دفعہ سردی میں بخار نے وبائی شکل اختیار کرلی۔ کسی عقیدت مند نے مولانا یعقوب صاحبؒ کے مزار مبارک سے مٹی لے جاکر مریض کو باندھی تو ٹھیک ہو گیا۔ اب رش لگ گیا۔ مٹی اٹھا، اٹھا کر لوگ لے جانے لگے تو قبر مبارک زمین برابر ہوگئی۔ صاحبزادہ صاحب نے مٹی نئی ڈلوادی وہ بھی لوگ اٹھا کر لے گئے۔ انہوں نے پھر ڈلوادی۔ لوگ پھر اٹھا کر لے گئے۔ یہ بہت پریشان ہوئے تو والد گرامی (مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ) کی قبر مبارک پر آئے اور عرض کیا: ”آپ کی تو کرامت ہوگئی اور ہماری مصیبت ہوگئی۔ یاد رکھو اب کے کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے۔ ایسے ہی پڑے رہیو۔ لوگ جوتا پہنے تمہارے اوپر ایسے ہی چلیں گے۔“ پس اس دن سے کسی کو آرام نہ ہوا۔ جیسے شہرت آرام کی ہوئی تھی اب یہ شہرت ہوگئی کہ اب آرام نہیں ہوتا۔ پھر لوگوں نے مٹی لے جانی بند کردی۔“

ایک بار میرٹھ مطبع مجتبائی میں مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ ٹھہرے ہوئے تھے۔ نیچے کی منزل میں مولانا محمد قاسمؒ اور بالاخانہ پر مولانا محمد یعقوبؒ کی رہائش تھی۔ ایک رنڈی اپنی چھوکری کو لے کر مولانا محمد قاسم صاحبؒ کے پاس آئی کہ یہ بیمار ہے۔ میرا سارا کاروبار اس کے سر ہے۔ آپ تعویذ دیں کہ صحت یاب ہو۔ مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے مولانا محمد یعقوبؒ سے فرمایا کہ وہ بالاخانہ پر ہیں۔ ان سے تعویذ لے لو۔ وہ اوپر پہنچی اور مولانا یعقوبؒ سے پوری بات کر کے تعویذ چاہا۔ آپ نے تعویذ دے دیا۔ دعا کی، بہرحال اس سے جان چھڑائی۔ نیچے اترے تو پوچھا کہ اس کو کس نے اوپر بھیجا تھا۔ مولانا محمد قاسم نانوتویؒ خاموش ہوگئے۔ مولانا یعقوب صاحبؒ نے فرمایا بڑے متقی نکلے۔ اپنے تقویٰ کی اس قدر حفاظت اور میرے پاس خلوت میں بازاری عورت کو بھیج دیا۔ اپنے نفس پر کس کو اعتماد ہے؟ خوب جلال دکھایا۔ ادھر خدا کے فضل سے اس بچی کو آرام ہوگیا۔ اس کی ماں مٹھائی لائی اور سیدھی بالاخانہ پر مولانا کے پاس گئی اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ آپ کی دعا سے میری چھوکری ٹھیک ہوئی۔ آپ شکرانہ کی یہ مٹھائی رکھ لیں۔ آپ نے فرمایا رکھ دو۔ وہ رکھ کر چلی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ حرام کے مال کی ہے۔ اغنیا تو قطعاً استعمال نہیں کر سکتے۔ غرباء کی مرضی ہے جس کا دل چاہے لے لے۔ آپ نے شریعت وطریقت دونوں کو جمع کردیا۔ (ملخص ارواح ثلاثہ ص۲۳۹) مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے ۳ ربیع الاول ۱۳۰۲ھ کو نانوتہ میں وصال فرمایا۔

**مولانا محمد منیر نانوتویؒ:**

حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کے ساتھ دوسری قبر مبارک حضرت مولانا محمد منیر نانوتویؒ کی ہے۔ ان کے ہاں بھی ایصال ثواب کیا۔ حضرت حاجی عابد حسین صاحبؒ کے بعد دارالعلوم دیوبند کے حضرت مولانا محمد منیر نانوتوی صاحبؒ مہتمم رہے ہیں۔ جب آپ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم تھے۔ تب ایک بار سالانہ روئیداد مدرسہ چھپوانے کے لئے دلّی گئے۔ اڑھائی صد روپے ساتھ لئے۔ دلّی پہنچے۔ اتفاق سے روپے چوری ہوگئے۔ آپ واپس نانوتہ آئے۔ اپنی زمین فروخت کی۔ اڑھائی صد روپے لئے دلّی گئے۔ روئیداد چھپوائی دارالعلوم آگئے۔ کسی طرح مدرسہ کے حضرات کو اس واقعہ کا علم ہوگیا۔ ان سب حضرات نے سوچا کہ شرعاً آپ پر ضمان نہیں ہے۔ یہ رقم آپ کو واپس ملنی چاہئے۔ تمام حضرات کی رائے کہ آپ مانیں گے نہیں۔ حضرت گنگوہیؒ سے فتویٰ لے لیں تو شاید آمادہ ہوجائیں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت گنگوہیؒ کو واقعہ لکھا اور حکم شرعی دریافت کیا۔ آپ نے جواب دیا کہ مولوی (منیر احمد نانوتویؒ) صاحب امین تھے اور روپیہ بلا تعدی کے ضائع ہوگیا۔ لہٰذا ان پر ضمان نہیں ہوا۔ اہل مدرسہ نے آپ سے درخواست کی کہ اب رقم لے لیجئے اور حضرت گنگوہیؒ کا فتویٰ بھی دکھایا۔ مولانا منیر احمد صاحبؒ نے فتویٰ دیکھ کر فرمایا: ”کیا میاں رشید احمدؒ نے فقہ میرے لئے ہی پڑھی تھی اور کیا یہ مسائل میرے لئے ہی ہیں۔ ذرا اپنی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر تو دیکھیں۔ اگر ان کو ایسا واقعہ پیش آتا تو کیا وہ بھی روپیہ لے لیتے۔ جاؤ لے جاؤ۔ اس فتویٰ کو میں ہرگز نہ لوں گا۔“ (ارواح ثلاثہ ص۲۵۳)

کتنی اجلی سیرت کے یہ لوگ تھے۔ حق تعالیٰ ان پر کروڑ رحمتیں فرمائیں۔ مولانا منیر احمد نانوتویؒ کے اہتمام دارالعلوم دیوبند کا زمانہ ۱۸۹۴ء، ۱۸۹۵ء ہے۔ آپ کے متعلق حضرت قاری محمد طیبؒ نے لکھا ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے رشتہ کے بھائی اور جہاد شاملی میں ردیف کی حیثیت رکھتے تھے۔ نہایت ہی باخدا بزرگ اور صاحب دیانت وتقویٰ لوگوں میں سے تھے۔ آپ کا سن وفات لکھ نہ سکا۔

یہاں سے فارغ ہوئے تو نانوتہ مغرب کی نماز با جماعت پڑھی۔ یہاں سے جھنجھانہ جانے کے لئے وقت نہ تھا۔ مسافت بھی تھی اور دارالعلوم واپس پہنچنے کا تقاضا بھی۔ یہاں سے چلے۔ دیوبند حاضر ہوئے۔ (جاری ہے)

# کرسی پر نماز کے مسائل

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ

### نماز اہم عبادت ہے:

اسلامی عبادات میں نماز اہم ترین عبادت ہے، جو دین کا ستون ہے، پھر نماز کے اندر اہم ترین رکن سجدہ ہے، جس کے ذریعہ بندہ کو اللہ تعالیٰ کا قرب سب سے زیادہ حاصل ہوتا ہے، صحیح مسلم کی حدیث میں ہے:

اَقْرَبُ مَایَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّہٖ وَھُوَ سَاجِدٌ." (مشکوٰۃ ص:۸۴)

ترجمہ: "جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو وہ اپنے پروردگار کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔"

اس وجہ سے حضرات فقہاء کرامؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز میں قیام اور سجدہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے تو نماز میں قیام فرض اور نماز کا رکن ہے، ایسی صورت میں فرض وواجب نماز کو کھڑے ہوکر اور باقاعدہ رکوع وسجدہ کرنے کے ساتھ پڑھنا فرض ہے، اگر نماز بیٹھ کر ادا کی جائے گی تو رکن فوت ہونے کی وجہ سے نماز نہیں ہوگی، ایسی نماز کو لوٹانا ضروری ہوگا، یہاں تک کہ اگر نماز میں قیام کے کچھ حصہ پر قدرت ہے، مگر مکمل طور پر قادر نہیں ہے تو جتنی دیر قیام کرسکتا ہے، کرے، خواہ کسی دیوار یا عصا کے ساتھ ٹیک لگا کر ہی ہو، اتنی دیر قیام کرنا فرض ہوگا، اگر اتنی دیر قیام نہ کیا یا ٹیک لگا کر کھڑا نہ ہوا اور بیٹھ کر یا کرسی پر نماز مکمل کی تو نماز نہ ہوگی۔ (وان قدر علی بعض القیام ولو متکئا علی عصا أو حائط قام لزوما بقدر مایقدر ولو قدر آیۃ أو تکبیرۃ علی المذھب لأن البعض معتبر بالکل. (الدر المختار مع رد المحتار، ۲/۵٦۷)

اگر کوئی شخص نماز میں قیام پر قدرت رکھتا ہے مگر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے میں رکوع وسجدہ یا صرف سجدہ کرنے پر قادر نہیں ہے تو اس پر قیام فرض نہیں، اس کے لئے بیٹھ کر نماز ادا کرنا جائز ہے، وہ اشارہ سے رکوع سجدہ کرے، اس صورت میں کھڑے ہوکر نماز ادا کرنے کے مقابلہ میں بیٹھ کر اشارہ سے نماز ادا کرنا افضل اور بہتر ہے۔ (وان تعذرا لیس تعذرھما شرطا بل تعذر السجود کاف لا القیام أو ما قاعدا لأن رکنیۃ القیام للتوصل الی السجود فلایجب دونہ.

(الدر المختار مع الرد، ۲/۹۷)

قدرت کا مطلب یہ ہے کہ نمازی ایسا کمزور یا مریض یا معذور ہو کہ اس کے لئے نماز میں قیام کرنا ممکن نہیں ہے، یا ممکن تو ہے، لیکن قیام کرنے کی صورت میں گر جانے کا اندیشہ ہے یا مرض کی وجہ سے ماہر مسلمان تجربہ کار ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ کھڑے ہوکر نماز ادا کرنے میں بیماری میں اضافہ ہوگا یا بیماری دیر سے صحیح ہوگی یا کھڑے ہونے میں ناقابل برداشت درد ہوتا ہو تو ان صورتوں میں بیٹھ کر نماز ادا کرنا جائز ہے۔ (من تعذر علیہ القیام لمرض حقیقی وحدہ أن یلحقہ بالقیام ضرر، وفی البحر: اراد بالتعذر التعذر الحقیقی، بحیث لو قام سقط، او حکمی بان خاف ای غلب علی ظنہ بتجربۃ سابقۃ او اخبار طبیب مسلم حاذق زیادتہ او بطئ برئہ بقیامہ أو دوران راسہ او وجد لقیامہ الماشدیدا صلی قاعدا

(الدرمع الرد، ۲/٦٦۷)

لہٰذا غیر معمولی درد نہ ہو، بلکہ ہلکی اور قابل برداشت تکلیف ہو تو شرعاً یہ معتبر عذر نہیں، اس صورت میں بیٹھ کر نماز ادا کرنا جائز نہیں۔ (وان لم یکن کذالک ولکن یلحقہ نوع مشقۃ لایجوز ترک القیام. (التتار خانیہ، ۲/٦٦۷)

جو شخص قیام کرنے پر قادر نہیں، لیکن زمین پر بیٹھ کر باقاعدہ سجدہ کے ساتھ نماز ادا کرسکتا ہے تو اس کو تخت یا زمین پر بیٹھ کر باقاعدہ سجدہ کرنے کے ساتھ نماز ادا کرنا ضروری ہے، ایسی صورت میں کرسی پر یا زمین پر بیٹھ کر محض اشارہ سے سجدہ کرنا جائز نہیں۔ (وان عجز عن القیام وقدر علی القعود فانہ یصلی المکتوبۃ قاعدا برکوع وسجود لایجزیہ غیر ذلک (التتار خانیہ، ۲/٦٦۷)

اگر کوئی شخص قیام رکوع اور سجدہ کرنے کی قدرت نہیں رکھتا اور زمین پر بیٹھ کر اشارہ سے نماز ادا کرسکتا ہے تو بیٹھ کر نماز ادا کرے، پھر اگر التحیات کی حالت میں بیٹھ سکتا ہے تو بہتر ہے، ورنہ جس طرح بیٹھ سکتا ہو بیٹھ جائے، خواہ آلتی پالتی مار کر بیٹھے یا جس طرح عورتیں التحیات کی شکل میں بیٹھتی ہیں اس طرح بیٹھے، غرضیکہ جس طرح سہولت ہو بیٹھ جائے اور بیٹھ کر نماز ادا کرے۔ (من تعذر علیہ القیام لمرض ...صلی قاعدا کیف شاء ای کیف تیسر لہ بغیر ضرر من تربع او غیرہ

(الدر المختار مع الرد، ۲/۹۷)

بلاضرورت اور بلاعذر معتبر کرسی کو اختیار نہ کیا

جائے، کیونکہ شریعت نے ایسے معذور افراد کے لئے زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی مکمل سہولت دی ہے، البتہ جو شخص واقعتاً کسی معتبر عذر کی وجہ سے نماز میں قیام کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو اور زمین پر بیٹھنا بھی اس کے لئے ممکن نہ ہو یا ناقابلِ برداشت تکلیف ہوتی ہو تو وہ کرسی یا اسٹول پر بیٹھ کر نماز ادا کرسکتا ہے، جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

لہٰذا ہر مسلمان مرد وعورت کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ نماز کو تمام شرائط اور ارکان وواجبات کے ساتھ سنت کے مطابق ادا کرے، ان میں جلد بازی نہ کرے اور ان کو بے توجہی سے ادا نہ کرے اور بلا عذر معتبر کرسی استعمال نہ کرے۔

## مساجد میں کرسیوں کی کثرت:

گزشتہ پندرہ بیس سال سے مساجد میں کرسیوں کی تعداد بہت تیزی سے بڑھ گئی ہے، ایک وقت تھا کہ مسجد میں کرسی لانے اور اس پر نماز پڑھنے کا کوئی تصور نہ تھا، عام لوگ کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے تھے، اگر کوئی بیمار یا کمزور یا معذور ہوتا اور کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے سے عاجز ہوتا، وہ زمین پر بیٹھ کر ادا کرلیتا تھا اور اگر وہ باقاعدہ سجدہ کرنے سے بھی عاجز ہوتا تو اشارہ سے رکوع سجدہ کرکے نماز پڑھ لیتا تھا، اور ایسے افراد کے لئے اصل حکم بھی زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ہے اور یہی افضل ہے، کرسی پر نماز پڑھنا ضروری نہیں، صحابہ کرامؓ، تابعینِ عظامؒ اور سلف صالحین کے زمانہ سے یہی دستور چلا آرہا ہے، لہٰذا اس کو اختیار کرنا چاہیے۔

لیکن افسوس! آج کل روز بروز اس کا رواج بڑھتا جارہا ہے اور مساجد میں کرسیوں کے استعمال میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، بلا مبالغہ عرض ہے کہ بندہ نے لاہور کی ایک بڑی مسجد میں ہر صف کے دائیں اور بائیں کرسیاں، کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والوں سے زیادہ تعداد میں دیکھیں اور بڑی حیرت ہوئی، اس کا سبب یا تو واقعۃً جسمانی امراض کی کثرت ہے یا نماز میں محض سہولت پسندی ہے، بندہ کا زیادہ رجحان اس طرف ہے کہ حقیقی معذور جن کے لئے کرسی پر نماز ادا کرنا جائز ہے، وہ کم ہیں اور بلا عذر معتبر کرسی پر نماز پڑھنے والے زیادہ ہیں، جو معمولی عذر، معمولی درد یا معمولی اور قابلِ برداشت تکلیف میں بھی بلاتکلف کرسی پر نماز پڑھنے لگتے ہیں، جو بالکل جائز نہیں، ان کو کرسی پر نماز پڑھنے سے بچنا لازم ہے اور ایسی نمازوں کو لوٹانا واجب ہے۔

نیز بلاضرورت کرسیوں پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے میں درج ذیل چند وجوہات کی بناء پر قباحت بھی ہے، جو کراہت سے خالی نہیں، اس لئے بھی بلاضرورت کرسیوں پر بیٹھ کر نماز پڑھنے سے بچنا چاہیے۔

(۱)..... معذور افراد کے لئے زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرنا افضل اور مسنون طریقہ ہے، اسی پر حضرات صحابہ کرامؓ اور بعد کے لوگوں کا عمل چلا آرہا ہے، کرسی پر نماز ادا کرنے کا رواج ہمارے زمانے کا ہے، خیر القرون میں اس کی نظیر نہیں ملتی، اور جو لوگ شرعی لحاظ سے معذور نہیں ہیں، ان کے لئے زمین پر بیٹھ کر یا کرسی پر بیٹھ کر فرض وواجب نماز ادا کرنا جائز ہی نہیں اور دیکھا جاتا ہے کہ ایسے غیر معذور افراد بھی کرسیاں دیکھ کر ان پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے لگتے ہیں، جو جائز نہیں۔

(۲)..... کرسیوں کے بلاعذر استعمال سے صفوں کے درست اور سیدھا کرنے میں بہت خلل واقع ہوتا ہے، حالانکہ صفوں کو ملانے اور سیدھا کرنے کی بہت تاکید آئی ہے، حدیث میں ہے:

"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : راصوا صفوفکم وقاربوا بینہا ، وحاذوا بالاعناق ، فوالذی نفس محمد بیدہ انی لاری الشیاطین تدخل من خلل الصف کانہا الحذف۔"

(نسائی ۱/۱۳۱)

ترجمہ: "اپنی صفیں ملی ہوئی رکھو اور ان کو آپس میں قریب رکھو اور اپنی گردنیں برابر رکھو، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، میں شیطان کو بکری کے کالے بچے کی طرح صفوں کی کشادگی میں گھستے دیکھتا ہوں۔"

(از مظاہر حق، ج ۱، ص ۷۲۳)

(۳)..... بلاضرورت کرسیوں کو مسجدوں میں لانے سے عیسائیوں کے گرجا اور چرچ سے مشابہت معلوم ہوتی ہے، جہاں کرسیوں اور بنچوں پر بیٹھ کر عیسائی لوگ عبادت کرتے ہیں اور دینی امور میں یہود ونصاریٰ وغیرہ کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔

(۴)..... نماز تواضع اور انکساری کا نمونہ ہے اور بلاعذر کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے کے مقابلہ میں زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے میں یہ انکساری بدرجۂ اتم پائی جاتی ہے۔

(۵)..... وہ معذور حضرات جو نماز میں باقاعدہ قیام، رکوع اور سجدہ کرنے پر قادر نہیں، ان کے لئے اصل حکم زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے کا ہے، اسی لئے حضرات فقہاء کرامؒ نے نماز میں زمین سے قریب تر ہونے کو افضل قرار دیا ہے، کرسیوں پر نماز ادا کرنے میں یہ بات مفقود ہے، البتہ اگر عذر ایسا ہے کہ زمین پر بھی کسی ہیئت میں نماز ادا کرنا دشوار ہے تو پھر کرسی پر ضرورت کی وجہ سے نماز ادا کی جاسکتی ہے، لیکن جو لوگ اس درجہ معذور نہ ہوں ان کے لئے کرسی پر بیٹھ کر فرض وواجب نماز ادا کرنا جائز نہیں۔

(جاری ہے)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

# دورۂ خیبر پختونخواہ کی دلچسپ رپورٹ

۱۹؍ مارچ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ملتان میں سالانہ اجلاس حضرت الامیر شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اسی روز مغرب کی نماز کے بعد مجلس منتظمہ (عاملہ) کا بھی اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس سے فارغ ہوتے ہی ۱۹؍ مارچ ۹ بجے شب چکوال کے لئے عازم سفر ہوا۔ حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ (خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا خواجہ عبدالمالک صدیقی خانیوال) نے چکوال میں دارالعلوم حنفیہ کے نام سے جامعہ اور اس کے متصل خانقاہ قائم کی۔ حضرت مرحوم آخر دم تک اس کا نظم و نسق چلاتے رہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بڑے فرزند ارجمند مولانا عبدالرحمن قاسمیؒ نے مسجد، مدرسہ، خانقاہ کا نظم جاری وساری رکھا۔ مولانا قاسمیؒ کی وفات کے بعد ان کے بھائی مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی ان کے جانشین اور جامعہ کے مہتمم بنے، مولانا موصوف نے اپنے والد اور برادر اکبر کے قائم کئے ہوئے جامعہ، خانقاہ، مسجد کے نظم ونسق کو خوب توسیع دی۔ جماعتی اختلافات کے باوجود جمعیت علماء اسلام کو نہیں چھوڑا آج کل جمعیت علماء اسلام سینئر کے نام سے قائم ہونے والی تنظیم کے سربراہ ہیں۔ تمام دینی و سیاسی جماعتوں سے تعلق قائم رکھے ہوئے ہیں۔ ہر سال صوفیاء کرام کا تربیتی اجتماع منعقد کرتے ہیں۔ جس میں اصلاحی بیانات کے ساتھ ساتھ دیگر اہم موضوعات پر بھی علماء کرام، خطباء عظام کو بلا کر بیانات کراتے ہیں۔ کئی سال سے بندہ شریک ہوتا رہا ہے۔ اس سال انہوں نے مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا نام اشتہار میں دیا، وقت بھی نوٹ کرایا لیکن مرکزی شوریٰ وعاملہ کے اجلاسوں میں مصروفیت، مہمانوں کی آمد و رفت کی وجہ سے بندہ کی تشکیل ہوئی۔ آج ان کے اجتماع کی دوسری تاریخ ہے۔ مولانا حق نواز خالد، قاری محمد حنیف ربانی فیصل آباد، مولانا عبدالرؤف چشتی اوکاڑہ، مولانا قاری جعفر خان اٹھارہ ہزاری جھنگ سمیت کئی ایک علماء کرام نے خطاب کیا۔ ظہر کے بعد کی نشست میں بندہ کو بھی آدھ گھنٹہ وقت دیا گیا۔ بندہ نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے خانقاہوں کا کردار، تحریک ختم نبوت کی خانقاہوں کی طرف سے سرپرستی، پیر طریقت حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ کی مجلس کے اکابر واصاغر کے ساتھ محبت اور تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء کی سرپرستی کے واقعات سنائے اور مریدین سے مرشد کی تحریک کے ساتھ وابستگی کا عہد لیا۔

### تحریک خدام اہلسنت پاکستان کے دفتر میں:

۱۹۷۰ء کی دہائی میں رافضیوں نے باب عمر جھنگ میں گولی چلا کر مولانا شیریں اور ان کے کئی ایک رفقا کو خاک وخون میں تڑپایا تو مولانا محمد علی جالندھریؒ ایک تبلیغی پروگرام کے سلسلہ میں چکوال تشریف لائے۔ بقول مولانا قاضی ظہور حسین اظہر: ”میرے والد محترم مولانا قاضی مظہر حسینؒ سے فرمایا کہ میری خواہش ہے کہ آپ ایک تنظیم قائم کریں، جس کا بیت المال ہو اور ملک بھر شیعہ سنی تناظر میں ہونے والے کیسوں میں آپ سنی غریب مسلمانوں کی قانونی اور مالی امداد کریں۔“ چنانچہ تحریک خدام اہلسنت کی بنیاد رکھی گئی۔ بنیاد رکھنے والے امام اہل السنت مولانا قاضی مظہر حسینؒ تھے۔ مولانا قاضی مظہر حسین کے والد گرامی مولانا قاضی کرم الدین دبیر بڑے عالم اور مناظر تھے۔

**مولانا قاضی کرم الدین دبیرؒ:** اپنے وقت کے متبحر عالم، بہترین متکلم، صاحب طرز ادیب اور قادرالکلام خطیب تھے۔ عربی، فارسی، اردو کے علاوہ پنجابی میں فی البدیہہ اشعار کہتے: یوں تو آپ نے اس زمانہ میں شیعہ، اہل حدیث اور قادیانیوں سے کامیاب مناظرے کئے لیکن آپ کا اصل ہدف قادیانیت تھی۔ چنانچہ آپ نے مولانا فقیر محمد جہلمیؒ کے جاری کردہ جریدہ سراج الاخبار میں قادیانیت کے خلاف خوب لکھا اور جلسوں میں مرزا قادیانی کو بھرپور تنقید کا نشانہ بنایا۔ مرزا قادیانی کے معتقدین نے آپ کے خلاف یکے بعد دیگرے تین مقدمات قائم کئے، جن میں آپ باعزت بری ہوئے۔ ۸؍شعبان المعظم ۱۳۶۵ھ میں مطابق ۱۸؍جولائی ۱۹۴۶ء میں آپ نے انتقال فرمایا اور بھیں میں تدفین ہوئی۔ رحمہ اللہ۔

(ہفت روزہ لوکل اخبار چکوال، ۳۰؍نومبر ۲۰۱۳ء)

**مولانا قاضی مظہر حسین چکوال:** ازہر ہند دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید اور خلیفہ مجاز تھے۔ ۱۹۵۶ء میں جب ملتان میں جمعیت علماء اسلام

کا احیاء اور نشاۃ ثانیہ ہوئی۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ امیر، مولانا غلام غوث ہزارویؒ ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے تو حضرت لاہوریؒ نے آپ کو ضلع جہلم کا امیر مقرر کیا۔ آپ نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں اپنے ضلع میں قائدانہ کردار ادا کیا اور جہلم میں ایک بڑے جلوس کی قیادت کرتے ہوئے گرفتاری پیش کی۔

آپ نے ۱۹۶۹ء میں مجلس خدام اہل السنت کی بنیاد رکھی، جس نے آگے چل کر تحریک خدام اہل السنت کا نام اختیار کیا۔ حضرت مدنیؒ کے خلیفہ مجاز مولانا سیّد خورشید احمد شاہ عبدالحکیم والے امیر اور آپ ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد آپ امیر منتخب ہوئے اور تادم زیست امیر رہے، جس چیز کو حق سمجھا اس کو ڈنکے کی چوٹ بیان کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مویدین میں سے تھے، ان کا کوئی جلسہ شاہ جیؒ، قاضی صاحبؒ، مولانا جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ کے بغیر نہیں ہوتا تھا۔ ۳/ ذوالحجہ ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۶/ جنوری ۲۰۰۴ء کو انتقال فرمایا اور ان کی وصیت کے مطابق والد محترم کے پہلو میں ’’بھیں‘‘ میں تدفین عمل میں لائی گئی۔

راقم الحروف کی بھی حضرت قاضی صاحبؒ سے چند یادگار ملاقاتیں ہیں، جن کا تذکرہ پھر سہی۔ قاضی صاحبؒ کی وصیت کے مطابق مدرسہ مولانا قاری جمیل الرحمٰن، تحریک مولانا قاضی ظہور حسین کی نگرانی میں ہیں، سوئے اتفاق دونوں حضرات میں سے کسی سے ملاقات نہ ہوسکی۔

**کوہاٹ میں خطبہ جمعہ:** ۲۰/ مارچ کا خطبہ کوہاٹ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی جامع مسجد میں ہوا۔ حاجی محمد علی کوہاٹ جماعت کے متحرک اور فعال راہنماؤں میں سے ہیں۔ ان کے حکم اور اصرار کو ٹالا نہ جاسکا، چکوال سے تکلیف دہ سفر کرکے کوہاٹ پہنچا۔ خطبہ جمعہ کے بعد دفتر ختم نبوت میڈیسن مارکیٹ میں ساتھیوں کے ظہرانہ میں شرکت کی، جس میں بیس کے قریب جماعتی رفقاء اپنے اپنے گھروں سے کھانا لے کر آئے اور دفتر میں مل کر کھایا، کھانے سے فارغ ہوکر پشاور روانہ ہوگیا۔

**پشاور میں آمد:** عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور ایک فعال اور متحرک یونٹ ہے، جو خطیب شہر مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی کی امارت میں صوبہ بھر میں کام کر رہا ہے۔ حضرت مفتی صاحب مختلف امراض کا شکار ہونے کے باوجود متحرک شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ ایک خاندانی پس منظر رکھتے ہیں، آپ کے جد امجد مولانا مفتی عبدالحکیم پوپلزئیؒ نے اپنے گھر کو دارالعلوم کی شکل دی ہوئی تھی، اطراف واکناف سے طلبا کرام آکر علمی پیاس بجھاتے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا مفتی عبدالرحیم پوپلزئی نے ان کی نشست سنبھالی اور تشنگان علوم نبوت کی سیرابی کراتے رہے۔ موصوف شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسین دیوبندیؒ کے شاگرد رشید تھے۔ آپ نے ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی جو ’’مدرسہ عربیہ چناں‘‘ کہلایا، لیکن تحریک آزادی کی مصروفیات کی وجہ سے یہ نظم زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا۔

مولانا شہاب الدین مدظلہ کے والد محترم مولانا مفتی عبدالقیوم پوپلزئی بھی ایک متحرک کردار کا نام ہے۔ مجلس احرار اسلام ہند، بعد ازاں مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کے ساتھ وابستہ رہے۔ پشاور شہر کی تاریخی مسجد ’’جامع مسجد قاسم علی خان‘‘ کے خطیب رہے۔ والد محترم کے بعد یہ سعادت ہمارے مفتی صاحب کے حصہ میں آئی جو پشاور میں مقبول شخصیت ہیں۔ صوبائی رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خیبر پختونخواہ کے امیر ہیں۔ بہرحال حضرت مفتی صاحب کی دعوت پر پشاور میں حاضری ہوئی۔ مولانا عابد کمال، چچا عنایت اللہ نے وصول کیا۔

**پہلا پروگرام:** جامع مسجد بیت القرآن حسین آباد کالونی گلبہار میں ۲۱/ مارچ بعد نماز مغرب منعقد ہوا جو عشاء کی نماز تک جاری رہا۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد پہلا بیان صوبائی مبلغ مولانا عابد کمال کا ہوا، ان کے بعد جامع مسجد ہذا کے خطیب قاری عبیداللہ نے پہلے پشتو اور بعد ازاں اردو میں بندہ کو دعوت خطاب دی جو ’’عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت اور اس کے تقاضے‘‘ کے عنوان پر تھا۔ بعد نماز عشا مولانا قاری عبیداللہ نے عشائیہ کا انتظام کیا، جس میں علاقہ کی دینی شخصیات نے کھانے میں شرکت کی۔

**دارالعلوم سرحد میں حاضری:** ۲۲/ مارچ دارالعلوم سرحد میں حاضری ہوئی۔ دارالعلوم کے نائب مہتمم مولانا سیّد جواد بنوری اور شیخ الحدیث مولانا قاری احسان احمد نے وفد ختم نبوت کا خیر مقدم کیا۔ دارالعلوم سرحد کی بنیاد شیخ الحدیث مولانا سیّد ایوب جان بنوریؒ نے بیرون آسیا دروازہ انیس کنال پر مشتمل قطعۂ اراضی پر دارالعلوم سرحد قائم فرمایا۔ جس کا سنگ بنیاد رفیق شیخ الہند حضرت مولانا عزیر گل اسیر مالٹا، شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتویؒ نے ۱۳۸۰ھ میں رکھا، جو آج عظیم الشان دارالعلوم ہے، جس میں سینکڑوں طلبا کرام زیر تعلیم ہیں۔ حضرت مولانا سیّد ایوب جان بنوریؒ ہمارے شیخ الاسلام مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ کے چچازاد بھائی تھے۔ بندہ نے بنوریؒ خاندان بالخصوص شیخ الاسلام حضرت بنوریؒ کی امارت و سیاست میں چلائی جانے والی تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء اور اس میں شیخ کے کردار پر روشنی ڈالی اور طلبا سے درخواست کی آپ حضرت مولانا سیّد محمد ایوب بنوریؒ، مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ کے وارث اور امین ہیں ان کی وراثت و امانت کو اگلی نسلوں تک

پہنچانا آپ کا فرض ہے۔ نیز سالانہ ختم نبوت کورس میں شرکت کی دعوت دی، طلبا و اساتذہ کرام نے شرکت کا وعدہ کیا۔ راقم الحروف کا بیان پون گھنٹہ جاری رہا۔

**ختم نبوت کانفرنس:** مدینہ مسجد افغان کالونی میں ۲۲/مارچ بعد نماز مغرب ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ صدارت پروفیسر اشفاق اللہ نے کی۔ تلاوت و نعت کے بعد مولانا عابد کمال اور راقم الحروف کے بیانات ہوئے۔ علاقائی علماء کرام مولانا مفتی رحیم داد، پیر سجاد سبحانی، مولانا مفتی محمد جنید، مولانا ہدایت اللہ، مولانا محمد عمران، مفتی دین محمد نے خصوصی شرکت کی۔ مفتی دین محمد نے عشائیہ میں علماء کرام کی خوب خاطر تواضع کی۔

**ختم نبوت کانفرنس ہری پور ہزارہ:** عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چمن پارک میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت مولانا عبدالغفور ٹیکسلا نے کی۔

کانفرنس کی دو نشستیں ہوئیں، پہلی نشست صبح ۱۰ بجے منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن پاک کی سعادت قاری غلام نبی اور قاری عبدالبصیر نے حاصل کی۔ کانفرنس سے علاقائی علماء کرام قاری محمد یعقوب، مولانا سید احسان احمد، قاضی گل رحمن دربند، مولانا محمد آصف، مولانا غلام مجتبیٰ ضلع اٹک مجلس کے امیر مولانا قاضی محمد ثاقب الحسینی، مولانا محمد طیب اور ایک معصوم طالب علم محمد زبیر نے خطاب کیا۔ نعت نورالاسلام اور قاری عتیق الرحمن نے پیش کی۔

دوسری نشست بعد نماز ظہر منعقد ہوئی۔ تلاوت کلام پاک مولانا مفتی ہارون الرشید ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہری پور نے کی۔ حمد و نعت قاری عدنان معاویہ، اطہر ہاشمی، اعجاز حسین کاظمی نے پیش کی۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے ضلعی رہنما جناب اورنگزیب مغل نے قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کا عہد لیا۔ محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ سرزمین پاک و ہند پر مرزا غلام احمد قادیانی جیسا بدزبان، فحش گو اور گستاخ رسول آج تک پیدا نہیں ہوا۔ راقم نے مرزا قادیانی کی کتب سے غلیظ حوالہ جات پیش کئے اور ان کتابوں پر پابندی کا مطالبہ کیا۔ راقم الحروف کی تقریر کے دوران شدید ترین بارش ہوگئی۔ سامعین سخت بارش کے باوجود ہمہ تن گوش کانفرنس کی سماعت میں مصروف رہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راولپنڈی کے امیر مولانا قاضی مشتاق احمد نے فرمایا، آج ہری پور ہزارہ کے عوام کا امتحان ہے۔ حضرت حبیب بن زید انصاریؓ نے اپنے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کرادیے لیکن مسیلمہ کذاب کی نبوت کو نہیں چلنے دیا۔ ہم اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے ناموس رسالت کا تحفظ کریں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ خیبر پختونخواہ کے امیر مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے اپنے ولولہ انگیز خطاب میں قادیانیت کے اور قادیانیوں کے غلیظ عقائد وعزائم کا پردہ چاک کرتے ہوئے فرمایا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رہتی دنیا تک قادیانیت کا تعاقب جاری رکھے گی۔ انہوں نے مسلمانان پاکستان کو تحریک ختم نبوت کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ دامے، درمے، سخنے، قدمے تعاون کا مطالبہ کیا۔ مولانا ہارون الرشید شامی، مولانا احسان عظیم نے ولولہ انگیز خطابات کے ذریعہ مسلمانان علاقہ کی غیرت ایمانی کو جھنجھوڑتے ہوئے قادیانیت کا مکمل بائیکاٹ کرنے کی تجویز پیش کی۔ آخری خطاب نامور متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن کا ہوا جو عصر کی نماز تک گرج چمک اور بارش کے باوجود جاری رہا۔ اسٹیج سیکریٹری مولانا محمد طیب اسلام آباد ہر مقرر سے پہلے اپنی گھن گرج کے ذریعہ قوم کو بیدار اور ہوشیار کرتے رہے۔ کانفرنس خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد نوراللہ مرقدہ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا عبدالغفور دامت برکاتہم ٹیکسلا کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

**دارالعلوم بڈھ بیر میں دو روزہ رد قادیانیت کورس:** ۲۳/مارچ کو دارالعلوم بڈھ بیر میں دو روزہ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ ۲۳/مارچ صبح ۹ سے ساڑھے دس بجے تک پہلا لیکچر راقم الحروف نے حیات عیسیٰ علیہ السلام از قرآن پاک، کے عنوان پر دیا۔ تین آیات کے ذریعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور رفع الی السماء کو ثابت کیا۔ دوسرا لیکچر مولانا تاج محمد کا عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت از قرآن و حدیث کے عنوان پر ہوا۔ تیسرا لیکچر مولانا صابر شاہ نے دیا۔ انہوں نے عیسائیوں اور قادیانیوں سے گفتگو کا طریقہ بیان کیا اور علماء کرام اور طلبہ کو نوٹس لکھوائے۔

۲۴/مارچ کو مولانا صابر شاہ نے پہلا لیکچر دیا۔ دوسرا لیکچر راقم الحروف کا عقیدۂ حیات مسیح علیہ السلام کے عنوان پر ہوا۔ راقم الحروف نے بتلایا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۱۲ احادیث میں ۲۹۰ علامات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمائی ہیں۔ جن میں سے ایک علامت بھی مرزا قادیانی میں نہیں پائی جاتی۔ تیسرا لیکچر بھی راقم الحروف کا ہوا، جس میں حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کو احادیث نبویہ سے بیان کیا اور بتلایا کہ مرزا قادیانی میں امام مہدی ہونے کی ایک بھی علامت نہیں پائی جاتی، لہٰذا وہ دعویٰ مہدویت میں جھوٹا ہے، جو ایک بات میں جھوٹا ثابت ہوجائے اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں رہتا۔ اختتامی بیان مجلس کے صوبائی امیر مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ کا ہوا جو تقریباً چھ بجے تک جاری رہا۔

کورس میں قرب وجوار کے علماء کرام مفتی غلام

محمد خلیفہ مجاز مولانا حکیم محمد اختر، مولانا محمد آصف، مفتی محمد زمان، مفتی محمد اسلام، مولانا غلام رسول، قاری محمد سحاق، مفتی محمد ابراہیم، چچا عنایت اللہ، مولانا بخت ادہ، مفتی صادق حسین نے خصوصی شرکت کی۔

۲۳/مارچ بعد نماز مغرب جامع مسجد ...... سکندر ٹاؤن میں جلسہ منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا جمال سواتی نے کی۔ راقم الحروف کا بیان ہوا۔ مولانا تاج محمد، مولانا صابر شاہ، چچا عنایت اللہ نے خصوصی شرکت کی۔ مولانا ناصر جمال نے عشائیہ دیا۔

**دارالفرقان الکریم جامع مسجد زید بن حارثہ:** حیات آباد فیز ۲ میں دو روزہ رد قادیانیت کورس ۲۵، ۲۶/مارچ کو منعقد ہوا۔ ۲۵/مارچ ابتدائی بیان مولانا صابر شاہ کا ہوا۔ دوسرا لیکچر راقم الحروف نے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر دیا۔ تیسرا لیکچر قادیانی تحریفات اور ان کے جوابات پر مولانا تاج محمد کا ہوا۔ چوتھا لیکچر راقم الحروف نے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر دیا۔

۲۵/مارچ بعد نماز مغرب جامع مسجد فردوس پشاور یونیورسٹی میں جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت مولانا ڈاکٹر فدا محمد خان خلیفہ مجاز مولانا محمد اشرف خان نے کی۔ جلسہ میں پشاور یونیورسٹی کے پروفیسرز، طلبا اور عملہ کے افراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ راقم الحروف نے ''جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کا تعاقب'' کے عنوان سے خطاب کیا۔ مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ نے قادیانیوں کے غلیظ نظریات کی وجہ سے ان سے بائیکاٹ کی اپیل کی۔ حضرت ڈاکٹر فدا محمد خان نے بھرپور تائید کی اور جلسہ حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

۲۶/مارچ مدرسہ دارالفرقان الکریم میں کورس کے دوسرے دن پہلا لیکچر مولانا عابد کمال کا ہوا۔ عنوان تھا علامات نبوت اور مرزا قادیانی۔ دوسرا لیکچر راقم الحروف کا حیات عیسیٰ علیہ السلام از احادیث نبویہ پر ہوا۔ تیسرا لیکچر ظہر تا عصر بھی راقم الحروف نے دیا جبکہ اختتامی کلمات بعد نماز عصر صوبائی امیر مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ نے ارشاد فرمائے اور یوں پہلی مرتبہ پشاور کے دو مدارس میں رد قادیانیت کورس منعقد ہوئے اور بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئے۔ دونوں کورسوں میں سینکڑوں طلبا و علماء کرام اور عوام الناس نے استفادہ کیا۔

**آخری پروگرام:** حیات آباد کے فیزون کی مسجد ابوبکر صدیق میں منعقد ہوا، جس کی صدارت جمعیت علماء اسلام کے رہنما مولانا امان اللہ حقانی نے کی، جبکہ راقم الحروف اور مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ کے بیانات ہوئے۔ رات کا قیام خواجہ خواجگان کے خادم سکندر اعظم کے مکان میں ہوا۔

☆☆.................☆☆

# ترانۂ مسلم

**خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ**

آثار سے ہے ماضی ہر سُو عیاں ہمارا — ہر خطۂ زمیں ہے افسانہ خواں ہمارا
گزرا ہے ایسا زریں عہد گزشتہ کس کا — ثانی کوئی بتائے تاریخ داں ہمارا

پرواز کی حدیں تھیں گھیرے ہوئے جہاں کو — چھوٹا سا تھا عرب میں، گو آشیاں ہمارا
کس ملک و مملکت میں اس صفحۂ زمیں پر — گونجا نہ زیر گردوں شور اذاں ہمارا

ایماں کی تھی قوت، اخلاص کی تھی برکت — اک اک ہزار کا تھا اک اک جواں ہمارا
آتے تھے آسماں سے بہر مدد فرشتے — مالک الملک کے ہم تھے مالک الملک ہمارا

سالار کارواں کے نقش قدم کو چھوڑا — گم ہے جو وادیوں میں اب کارواں ہمارا
قائم رہے ہیں حق پر ہم سر کٹا کٹا کر — چپ ہے زبانِ خنجر سچ رہے بیاں ہمارا

مسلم ہیں ہم غلامی کرتے نہیں کسی کی — بس اک خدائے برتر، ہے حکمراں ہمارا
کمزور ہم کو ہرگز، سمجھیں نہ اہل باطل — اٹھے نہیں کہ پھر ہے، سارا جہاں ہمارا

ہو پھر نصیب یارب ہم کو عروج سابق
چھا جائے کُل جہاں پر قومی نشاں ہمارا

مرسلہ: مولانا شبیر احمد، کراچی

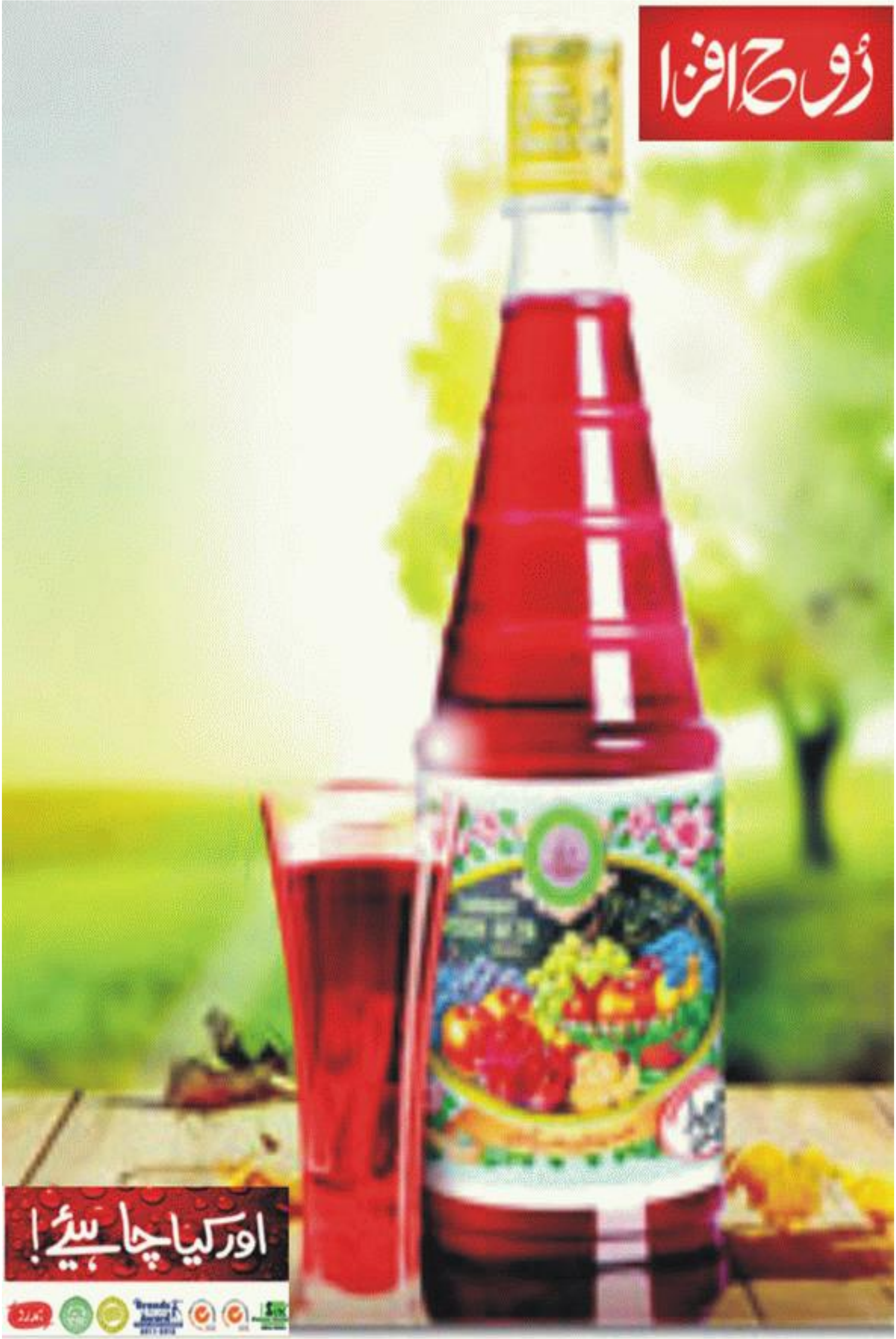
رُوح افزا
اور کیا چاہیئے!

## بقیہ:...... اداریہ

۳:......اسلام امن وسلامتی کا دین ہے، اسلام انسانیت کی فلاح وابدی کامیابی کا ضامن ہے، انتہاء پسندی اور دہشت گردی کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں، اس لیے یہ اجتماع اسلام اور دینی مدارس کے خلاف مغرب کی خوشنودی کے لیے لگائے جانے والے الزامات کو مسترد کرکے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ بدامنی کے اسباب کا جائزہ لینے کے لیے سپریم کورٹ کے سینئر ججوں اور اکابر علماء پر مشتمل اعلیٰ سطحی کمیشن قائم کیا جائے جو ۳ ماہ کے اندر جامع تجاویز اور سفارشات پیش کرے اور ان تجاویز اور سفارشات کی روشنی میں راہِ عمل متعین کی جائے۔

۴:......یہ اجتماع دینی مدارس میں ایجنسیوں کی بے جا مداخلت، اساتذہ اور طلبہ کو ہراساں کرنے اور عمومی طور پر علماء کرام اور طلبہ کے خلاف ٹارگٹ کلنگ کی شدید مذمت کرتا ہے اور اس کے فوری سدباب کا مطالبہ کرتا ہے۔

۵:...... یہ عظیم اجتماع وفاقی شرعی عدالت میں علوم شرعیہ کے ماہرین کا تقرر کرنے اور عدالت کے فیصلوں کو سپریم اتھارٹی دینے اور سود سمیت جاری کیے گئے دیگر فیصلوں پر عملدرآمد کا طریقہ کار طے کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

۶:...... یہ اجتماع امریکہ اور ناٹو افواج کی طرف سے افغانستان پر مسلط کردہ جنگ میں پاکستان کو پہنچنے والے نقصانات کے ازالے کا مطالبہ کرتا ہے اور ڈرون حملوں کے نتیجے میں شہید ہونے والے پاکستانی باشندگان کے ورثہ کو دیت ادا کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

۷:...... یہ عظیم الشان اجتماع پاکستان کے مختلف علاقوں بالخصوص فاٹا میں مساجد ومدارس کے انہدام اور نہتے شہریوں پر ڈرون حملوں کی شدید مذمت کرتا ہے اور تمام مدارس ومساجد کی ازسرِنو تعمیر کرنے اور جملہ نقصانات کے ازالہ کا مطالبہ کرتا ہے۔

۸:...... یہ اجتماع طالبان اور حکومت میں مذاکرات کا خیر مقدم کرتا ہے اور مذاکرات کو بامقصد اور نتیجہ خیز بنانے کے لیے پارلیمنٹ کی منظور شدہ قراردادوں اور قبائل کے جرگہ میں طے شدہ امور کو پیش نظر رکھنے کا مطالبہ کرتا ہے، نیز مذاکرات کو نتیجہ خیز بنانے کے لیے خواتین اور بچوں کی فوری رہائی کا مطالبہ کرتا ہے۔

۹:......علماء کرام، مشائخ عظام، طالبانِ علوم نبوت کا یہ عظیم الشان اجتماع اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بے حیائی، فحاشی وعریانی اور بے حجابی کو ملکی قوانین، اسلامی اقدار واخلاق کی سنگین خلاف ورزی قرار دیتا ہے اور اس کو مغرب کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش قرار دیتا ہے اور میڈیا کے لیے ضابطۂ اخلاق مقرر کرنے کا مطالبہ کرتا ہے، نیز یہ اجتماع اسلامی سربراہی کانفرنس سے مغربی ثقافت کی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لیے اجتماعی طور پر مؤثر اقدامات کی سفارش کرتا ہے۔

۱۰:...... یہ اجتماع کراچی میں ٹارگٹ کلنگ، بھتہ خوری اور لاقانونیت، علماء کرام اور طلبہ کی پے در پے شہادتوں پر گہری تشویش کا اظہار کرتا اور عوام کی جان ومال، عزت وآبرو کی حفاظت کے لیے مؤثر اقدامات کا مطالبہ کرتا ہے۔

۱۱:...... یہ عظیم الشان اجتماع پاکستان کی قدیم دینی درس گاہ اور جامع مسجد راجہ بازار راولپنڈی میں نہتے طلبہ کی شہادت، مسجد ومدرسہ کو جلانے اور تاجروں کے اموال لوٹنے اور جلانے کی شدید مذمت کرتا ہے اور ابھی تک مسجد کی تعمیر شروع نہ کرنے پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے، یہ اجتماع حکومت پنجاب سے وعدہ کے مطابق فوری طور پر مسجد کی تعمیر شروع کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

۱۲:...... یہ عظیم الشان اجتماع دینی مدارس کی اسناد کی بنیاد پر ایم فل اور پی ایچ ڈی میں قواعد کے مطابق داخلے دینے میں رکاوٹ نہ ڈالنے، نیز ۷ ارنومبر ۱۹۸۲ء کو بحوالہ نوٹیفکیشن نمبر: acad۸۲/۱۲۰/ ۱۱۸-۸ کی روشنی میں الشہادۃ العالمیہ کے تسلسل میں تحتانی اسناد کے لیے بھی فوری طور پر اتحادِ تنظیمات کی مشاورت سے نوٹیفکیشن جاری کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

۱۳:...... یہ عظیم الشان اجتماع ملک میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لیے باہمی اختلاف کو اپنے اپنے دائرہ کار تک محدود رکھنے کو ضروری قرار دیتا ہے، نیز حکومت اور مذہبی جماعتوں سے فرقہ واریت کی حوصلہ شکنی کی اپیل کرتا ہے۔

۱۴:...... یہ عظیم الشان اجتماع مدارس کی رجسٹریشن میں حائل مشکلات کو دور کرنے، نیز مدارس کی رجسٹریشن کی ہر سال تجدید کی شرط کو ختم کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

۱۵:……یہ اجتماع تمام گمشدہ شہریوں کی فوری برآمدگی، نیز ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی رہائی کے لیے حکومتی سطح پر مؤثر اقدامات کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

۱۶:……یہ عظیم الشان اجتماع وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی دینی مدارس کے لیے گرانقدر خدمات پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔

۱۷:……یہ اجتماع تبلیغی جماعت کے عظیم رہبر اور عالم اسلام میں دعوتِ دین کے سرخیل مولانا زبیرالحسنؒ کے سانحۂ وفات پر صدمہ کا اظہار کرتا ہے اور ان کی عظیم تبلیغی، اصلاحی اور تعلیمی خدمات پر ان کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہے اور ان کے سانحۂ وفات کو ملی سانحہ قرار دیتا ہے اور حضرت والا کے درجات کی بلندی کی دعا کرتا ہے۔‘‘

……………………………………

## جامعہ دارالعلوم کراچی میں منعقدہ کانفرنس کا اعلامیہ

’’وفاق المدارس العربیہ کی ’’تحفظِ مدارسِ دینیہ اور پیغامِ امن‘‘ کانفرنس کا یہ عظیم الشان اجتماع ملک میں پھیلے ہوئے ہزارہا دینی مدارس کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہے، جنھوں نے نہ صرف پاکستان، بلکہ بیرونِ پاکستان بھی علم دین کی نشر واشاعت اور دعوت واصلاح کا نور پھیلانے اور علم وتحقیق کے شناور پیدا کرنے میں تاریخی کردار ادا کیا اور آج کی اس کانفرنس میں وفاق المدارس کے تحت امتحان میں نمایاں پوزیشنیں حاصل کرنے والوں کو اسناد وانعام دی گئی ہیں، ان کو، ان کے اساتذہ اور والدین کو یہ اجتماع مبارکباد پیش کرتا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صدق واخلاص کے ساتھ خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

یہ عظیم الشان اجتماع وفاق المدارس الدینیہ کی ان کوششوں کو بنظرِ استحسان دیکھتا ہے جو وہ مدارس کی تنظیم اور ان کو مؤثر اور فعال بنانے اور ان کے دفاع کے سلسلے میں انجام دیتا رہا ہے۔

یہ عظیم الشان اجتماع اس حقیقت کا اعادہ کرتا ہے کہ دینی مدارس کا بنیادی مقصد یکسوئی کے ساتھ اسلامی علوم میں اختصاصی مہارت پیدا کرنا ہے اور وہ اس مقصد کے لیے خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ اسلام دشمن عناصر ہمیشہ ان مقاصد میں انہیں ناکام بنانے کے لیے ان کے خلاف مختلف قسم کے پروپیگنڈے کے ہتھیار استعمال کرتے رہے ہیں، جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

یہ عظیم الشان اجتماع ۲۳؍ مارچ یعنی اس تاریخ میں منعقد ہو رہا ہے جو ملک بھر میں یومِ پاکستان کے طور پر منایا جا رہا ہے، اس موقع پر یہ عظیم الشان اجتماع اس حقیقت کا اعادہ کرتا ہے کہ پاکستان کا استحکام اس میں امن وامان کا قیام اور اس کے اصل مقصدِ وجود یعنی نفاذِ شریعت کو بروئے کار لانا ملک کے ہر شہری کا بنیادی مطمحِ نظر ہونا چاہیے اور دینی مدارس حسبِ سابق ان مقاصد کو بروئے کار لانے کے لیے ان شاء اللہ! اپنا کردار ادا کرتے رہیں گے، کیونکہ نفاذِ اسلام ہی استحکامِ پاکستان کی ضمانت ہے۔‘‘

……………………………………

حکومت کو چاہیے کہ وہ علماء کرام، پاکستان بھر کے عوام اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے موقف کو سمجھے اور اس روح پرور اجتماع میں منظور کی گئی قراردادوں کی روح کے مطابق ان پر عمل کرائے۔

حکومت کو عقل وشعور سے کام لیتے ہوئے سوچنا چاہیے کہ ان کے خلاف کیا سازش ہو رہی ہے؟ کہیں ان کو قوم وملت اور دین ومذہب سے ٹکرا کر بدنام کرنے کی سازش تو نہیں ہو رہی؟ کہیں کمال اتاترک کی طرح ان سے اسلامی تہذیب وتمدن کی بیخ کنی کا کام لے کر انہیں عوامی غیظ وغضب کا نشانہ بنانے کی کوشش تو نہیں کی جارہی؟ اس لیے کہ مغربی طاقتوں اور عیسائی قوتوں کی تاریخ شاہد ہے کہ انہوں نے آج تک کبھی کلیسا پر چڑھائی کا منصوبہ نہیں بنایا تو مسلمان حکمران مسجد ومدرسہ پر آئے دن کیوں قدغنیں لگاتے اور انہیں ملیامیٹ کرنے کے منصوبے بناتے ہیں؟

بہرحال اربابِ حکومت کو اپنے پیش رووں کے انجام سے سبق حاصل کرنا چاہیے اور مدارس کے خلاف بنائی گئی پالیسیوں پر عمل کی غلطی نہیں کرنا چاہیے، إن أرید إلا الإصلاح ما استطعت وما توفیقی إلا باللّٰہ۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلٰی آلہ وصحبہ أجمعین

سرگودھا میں ہارٹ سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی زیرنگرانی

# خاتم النبیین ﷺ میڈیکل ہارٹ سنٹر

## کی تعمیر تقریباً مکمل

زیرنگرانی :- **خاتم النبیین** ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ختم نبوتؐ اکیڈمی لکڑمنڈی سرگودھا

ایمان کے لیٹروں سے ایمان بھی بچایئے اور رقم بھی

**کوشش ہماری تعاون مسلمانوں کا**

## عالمی مجلس تحفظ ختم نبوتؐ

خالصتہً اسلامی رفاہی سماجی ادارہ

واقع برلب نہر مرکز سراجیہ جناح کالونی سرگودھا

- غریب، لاچار، معذوروں کا علاج مفت
- زکوٰۃ، صدقات، عشر، عطیات وغیرہ کا صحیح مصرف
- 50 کمروں پر مشتمل عمارت تقریباً مکمل
- کل خرچہ کارڈیالوجی مشینری کیلئے تقریباً 9 کروڑ درکار ہیں

تمام کلمہ گو مسلمانوں سے اپیل ہے کہ وہ مسلمانوں کے ایمان اور رقم کو بچانے کا ذریعہ بنیں اور زیادہ سے زیادہ حصہ ڈال کر رسول اکرم ﷺ کی امت کے ایمانوں کو بچا کر حضور ﷺ کی شفاعت کے مستحق بنیں تاکہ ہم مشینری جلد سے جلد لگوا کر کام شروع کر سکیں۔

ٹرسٹ اکاؤنٹ میزان بنک یونیورسٹی روڈ سرگودھا 14010101239973

انٹرنیشنل اکاؤنٹ نمبر: PK35MEZN0014010101239973

رابطہ مولانا **اکرم طوفانی** 0300-9606593, 0321-9601521, 0092-48-3710474